1169

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 30-جون2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

حصہ اول

Motion Under Rule 87 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997

Sheikh Ala-ud-Din: to move "that the Assembly do now adjourn."

(Copy of Adjournment Motion No 118/09 is at Annexure-I)

حصہ دوم

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

THE PUNJAB DESTITUTE AND NEGLECTED CHILDREN (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 11 of 2009)

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Syeda Majida Zaidi:

to move that leave be granted to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill, 2009.

Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Ms Amna Jehangir:
Engineer Shahzad Elahi:

1170

Ch Zahir-ud-Din Khan: **Mr Muhammad Yar Hiraj:** **Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:** **Ch Moonis Elahi:** **Mr Tahir Iqbal Chaudhry:** **Mr Muhammad Shafiq Khan:** **Mr Sher Ali Khan:** **Mr Khurram Nawab:** **Mr Khalid Javed Asghar Ghural:** **Mian Shafi Muhammad:** **Dr Samia Amjad:** **Mrs Amna Ulfat:** **Syeda Majida Zaidi:** **Mrs Ayesha Javed:** **Mrs Samina Khawar Hayat:** **Syeda Bushra Nawaz Gardezi:** **Mrs Khadija Umar:** **Mrs Qamar Aamir Ch:** **Ms Amna Jehangir:** **Engineer Shahzad Elahi:**	to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2009.

حصہ سوم

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. میاں عطاء محمد خان مانیکا: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ معذور افراد کی نقل و حرکت کو ممکن بنانے کیلئے پنجاب سول سیکرٹریٹ اور دیگر سرکاری دفاتر میں وہیل چیئر مہیا کرنے اور وہیل چیئر چلانے کیلئے ریمپ تعمیر کئے جانے کا اہتمام کیا جائے۔

2. محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، وفاقی حکومت سے پُرزور

سفارش کرے کہ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ختم کرنے کی بجائے اسے جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے کیونکہ کالا باغ ڈیم کی فزیبلٹی اور دیگر اخراجات کی مد میں اربوں روپے کی رقم قومی خزانے سے خرچ ہو چکی ہے۔ ڈیم کی تعمیر کو ایک انتظامی حکمنامہ کے ذریعے سبوتاژ نہ کیا جائے۔

3. جناب شیر علی خان: یہ ایوان، وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت صارفین کو بجلی کے ماہانہ بلوں میں ٹیرف سبسڈی Tariff Subsidy اور GST کی مد میں غیر اعلانیہ طور پر ختم کی گئی رعایت کو جلد از جلد بحال کرے۔

4. **Syeda Bushra Nawaz Gardezi:** This House resolves that the Government of Punjab Should take immediate steps to upgrade Nishtar Medical College to the Status of Medical University.

1171

5. محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بنیولنٹ فنڈ کی کٹوتی میں سے ملازمین کو دیئے جانے والے سکالر شپ پر طلباء کے حاصل کردہ نمبروں کی موجودہ شرط 60 فیصد کی بجائے 50 فیصد کی جائے کیونکہ یہ ایک معقول شرح ہے اور اس سے زیادہ طلباء مستفید ہو سکیں گے اور اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کیلئے طلباء میں شعور اور تعلیمی جذبہ پیدا ہوگا۔

حصہ چہارم

(عام بحث)

1. **Mr Muhammad Yar Hiraj:** The Policy of the Government in the Local Government Department with particular reference to

Building declared dangerous for residential purposes in the city of Lahore and in the Province of the Punjab creating panic among the people, be discussed.

2. محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ بھر میں ملکی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں جو ڈبہ پیک دودھ مارکیٹ میں سپلائی کر رہی ہیں ان کی کوالٹی اور سٹینڈرڈ انتہائی ناقص اور غیر معیاری ہے، اس پر اسمبلی میں عام بحث کی اجازت دی جائے۔

3. **Mrs Qamar Aamir Ch.:** The policy of the Government in the Special Welfare Women Development and Bait-ul-Mal Department with particular reference to training in income generation skills and rendering opportunities of income generation to poor women in both urban and rural areas in the Province of the Punjab, be discussed.

4. محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ بھر میں سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں ڈیلی ویجز اور کنٹریکٹ ملازمین میں پائی جانے والی بے یقینی کی صورتحال پر بحث کی جائے۔

1172

5. **Mr Muhammad Mohsin Khan** The policy of the

Leghari:

Government in the Home Department with special reference to performance and evaluation of (کھلی کچہریاں) being held under the supervision of Senior Police Officers as per direction of the Chief Minister of the Punjab, be discussed.

1173

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

منگل،30۔جون2009

(یوم الثلاثہ،6۔رجب1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر26منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰبَنِىٓ إِسۡرَٲٓءِيلَ ٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتِىَ ٱلَّتِىٓ أَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَأَوۡفُواْ بِعَهۡدِىٓ أُوفِ بِعَهۡدِكُمۡ وَإِيَّـٰىَ فَٱرۡهَبُونِo وَءَامِنُواْ بِمَآ أَنزَلۡتُ مُصَدِّقً۬ا لِّمَا مَعَكُمۡ وَلَا تَكُونُوٓاْ أَوَّلَ كَافِرِۭ بِهِۦ‌ۖ وَلَا تَشۡتَرُواْ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنً۬ا قَلِيلاً۬ وَإِيَّـٰىَ فَٱتَّقُونِo وَلَا تَلۡبِسُواْ ٱلۡحَقَّ بِٱلۡبَـٰطِلِ وَتَكۡتُمُواْ ٱلۡحَقَّ وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَo وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّڪَوٰةَ وَٱرۡڪَعُواْ مَعَ ٱلرَّٲڪِعِينَo

سُوۡرَةُ البقرہ آیات 40 تا 43

"(اے بنی اسرائیل) یاد کرو تم میرے ان احسانات کو جو میں نے تم پر کئے ہیں اور پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کرونگا میں تمہارے عہد کو اور صرف مجھ ہی سے ڈروo اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ایسی حالت میں کہ وہ سچ بتلانے والی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اور میرے احکام کے مقابلے میں حقیر معاوضہ مت لو اور خاص مجھ ہی سے پوری طرح ڈروo اور نہ ملاؤ تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ اور نہ چھپاؤ تم حق کو اس حال میں کہ تم جانتے ہو o نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ o

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ کی سعادت نعت خواں سرور حسین نقشبندی نے حاصل کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

یا نبی سب کرم ہے تمہارا یہ وارے نیارے ہوئے ہیں
اب کمی کا تصور بھی کیسا جب سے منگتے تمہارے ہوئے ہیں
دور ہونے کو ہے اب یہ دوری،ان کی چوکھٹ پہ ہو گی حضوری
خواب میں مجھ کو آقا کے در سے حاضری کے اشارے ہوئے ہیں
دیکھ کر ان کے روضے کے جلوے مجھ کو محسوس یوں ہو رہا ہے
جیسے منظر یہ سارے کے سارے آسماں سے اتارے ہوئے ہیں
ان کے دربار سے جب بھی میں نے پنجتن کے وسیلے سے مانگا
تو مجھ کو خیرات فوراً ملی ہے خوب میرے گزارے ہوئے ہیں

سوالات (محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ 25 تاریخ کو میں نے ایک request قرارداد کے حوالے سے جمع کرائی تھی لیکن وہ نامعلوم وجوہ کی بناء پر اس ہاؤس میں پیش نہیں ہو سکی۔ میں نے استدعا کی تھی کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کے دوران کیونکہ جو تین دن ہیں ایک دن مقرر کیا جائے ہم بطور ممبر اور بطور ایم پی اے خود احتسابی کے عمل سے گزر سکیں اور اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ہم پنجاب کے جتنے بھی محکمہ جات پر تنقید اور بحث کرتے ہیں لیکن آج تک ہم نے کبھی اپنے آپ کو کھنگالا اور نہ ٹٹولا اور جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کل کے واقعہ پر اگر ہم 25 تاریخ کو بحث کر لیتے تو شاید یہ پیش نہ آتا۔ اگر آپ حساب کتاب پر نظر ڈالیں تو پچھلے سال اس اسمبلی میں 33 کروڑ روپیہ خرچ آیا جس کی بنیاد پر 70 دن پنجاب اسمبلی کا سیشن ہوا اور ایک دن ہمیں 48 لاکھ میں پڑا۔ اگر calendar year پر جائیں تو ایک دن ہمیں ساڑھے نو لاکھ کا پڑتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پیسے کو خرچ کر کے ہم عوام کو واپس دے کیا رہے ہیں جبکہ ہمارے Rules of Procedure اور Rules of Business---

جناب سپیکر: میجر صاحب! میری بات سنیں، آپ کو بہت ٹائم ملے گا۔ بحث کے لئے ہم نے دن مقرر کیا ہوا ہے، مہربانی فرمائیں اور اس دن جو آپ اپنی بات کرنا چاہیں، ضرور کیجئے گا۔ اب وقفہ سوالات ہے اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میری محترم میجر(ر)عبدالرحمن رانا صاحب سے یہ گزارش ہے کہ کون کس کو کتنے میں پڑتا ہے یہ باتیں اگر کرنی ہیں تو ایک دن مخصوص کر لیں۔ہم سب کچھ بتائیں گے کہ ریٹائرڈ فوجی کتنے میں پڑتا ہے۔حاضر فوجی کتنے میں اس قوم کو پڑتا ہے۔سیاست دان کتنے میں پڑتے ہیں اور ہاؤس کتنے میں پڑتا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات out of contest ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اس پر بحث کافی ہو چکی۔۔۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):آپ ایک ایک دن اور ایک ایک لمحے کا حساب لگائیں اور اس حساب سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ملک میں یہ معزز ایوان uninterrupted چلتے رہتے تو آج یہ ملک اور قوم کہاں سے کہاں پہنچ چکے ہوتے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا حساب انتہائی نامناسب بات ہے۔

جناب سپیکر:دیکھیں!جس بات کی مجھے rules and regulations اجازت دیتے ہیں اس حد تک میں آپ کو بھی accommodate کرتا ہوں،آپ کی مہربانی،ایسے معاملات کو چھیڑنا مناسب نہیں۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمن رانا:جناب سپیکر!rules and regulations کے مطابق یہ تحریک التوائے کار qualify کرتی ہے اور دوسری میری محترم وزیر سے درخواست ہے کہ مجھے بہت خوشی ہو گی کہ اگر یہ فوجیوں کے متعلق بھی ذکر کریں۔وہ بھی ان کے ہیں اور ہم بھی ان کے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:بس،آپ تشریف رکھیں،یہ مناسب نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمن رانا:جناب سپیکر!پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے کب ہو گا؟

جناب سپیکر:جی،آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

میجر(ریٹائرڈ)عبدالرحمن رانا:جناب سپیکر!پھر مجھے آپ بولنے دیں۔

جناب سپیکر:نہیں،اب آپ نہیں بول سکتے اور جب ٹائم آئے گا تو اپنی باری پر بولنا اور اپنی بات کر لینا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ کے متعلق آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کافی عرصہ سے تعطل کا شکار ہے۔ آج سنا ہے کہ اسی سلسلے میں میٹنگ بھی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ روڈ قتل گاہ بنی ہوئی ہے اور ہر روز وہاں پر اموات ہوتی ہیں، لوگ مر رہے ہیں۔ اس پر بڑی کمیٹیاں بھی بن چکی ہیں اور اس پر مشاورتیں بھی ہو رہی ہیں، میری مختصر گزارش یہ ہے کہ ہر روز وہاں کوئی نہ کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ ہمیں یہ یقین دلایا جائے کہ یہ روڈ کمیٹیوں کے چکر سے کب نکلے گا اور اس کی تعمیر کب شروع ہو گی؟۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ مہربانی کریں یا تو اس پر آپ کوئی سوال دیں جس کا آپ کو کوئی جواب دے سکے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں اس پر بڑے سوال دے چکا ہوں اور تحریک التوائے کار بھی دے چکا ہوں لیکن کچھ نہیں ہو رہا۔ علاقے کے لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں نصیر احمد صاحب سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 329 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ پنجاب میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے فارمز کی تعداد و تفصیل

*329: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کتنے فارم موجود ہیں، ان کے نام اور مقامات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر مذکورہ فارموں میں ریسرچ ورک بھی کیا جارہا ہے، تو اسکی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے پرائیویٹ لوگوں کو سہولیات بھی دیتی ہے اگر ہاں تو سہولیات کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے زیر انتظام مختلف ڈائریکٹوریٹس کے تحت کل 22 فارم دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل مع نام اور مقام درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام فارم	مقام
1-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد	ضلع سرگودھا
2-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خوشاب	ضلع خوشاب
3-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ غلاماں	ضلع بھکر
4-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور	ضلع راجن پور
5-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شیر گڑھ	ضلع اوکاڑہ
6-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں درکھانہ	ضلع جھنگ
7-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شاہ جیونہ	ضلع جھنگ
8-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں کوٹ امیر شاہ	ضلع جھنگ
9-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم کلور کوٹ	ضلع بھکر
10-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم رکھ ماہنی	ضلع بھکر
11-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم جوگیت پیر	ضلع بہاولپور
12-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل	ضلع لاہور
13-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر	ضلع اوکاڑہ
14-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بھونیکی (پتوکی)	ضلع قصور
15-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں ہارون آباد	ضلع بہاولنگر
16-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں چک کٹورہ (حاصل پور)	ضلع بہاولپور
17-	بارانی لائیوسٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کھیری مورت تحصیل فتح جنگ	ضلع اٹک
18-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں اللہ داد	ضلع خانیوال
19-	گورنمنٹ انگورہ گوٹ فارم خیرے والا	ضلع لیہ
20-	گورنمنٹ فائن وول شیپ فارم 205 ٹی ڈی اے	ضلع بھکر
21-	گورنمنٹ تجرباتی فارم جہانگیر آباد	ضلع خانیوال

22- گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں قادر آباد ضلع ساہیوال

(ب) ان فارموں پر جانوروں کی بہتر نگہداشت، بریڈز کی بہتری اور پیداواری صلاحیت سے متعلق تجربات کئے جاتے ہیں۔اس طرح حاصل کردہ نتائج محکمہ کے توسیع اور پبلسٹی سٹاف کے ذریعے عوام تک پہنچائے جاتے ہیں اور انہیں ادارہ جات کی سالانہ رپورٹ میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔

(ج) جی ہاں۔

1۔ حکومت پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے پرائیویٹ لوگوں کو تکنیکی سہولیات مہیا کرتی ہے۔

2۔ پرائیویٹ فارموں کو نفع نقصان کے بغیر انمول ونڈا دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے مہیا کیا جارہا ہے۔

3۔ فارمر زڈے کا انتظام کر کے ادارہ جات کے ماہرین پرائیویٹ فارمرز کو دودھ گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے تربیت دیتے ہیں۔

4۔ نسل کشی کے لئے پرائیویٹ بریڈرز کو نر چھترے، بکرے اور سانڈ بیل مہیا کئے جاتے ہیں۔

5۔ پرائیویٹ بھیڑ بکریوں کو رجسٹرڈ کر کے متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکہ جات اور اندرونی اور بیرونی کرموں سے پاک رکھنے کے لئے ان کو ادویات پلائی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ بنتا ہے کہ آج کل جو پاکستان کے معاشی حالات ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو پاکستان کے پاس ایک واحد صنعت لائیو سٹاک ہی بچتی ہے جس پر کام کرتے ہوئے ہم پاکستان کی معاشی صورتحال اور یہاں کے رہنے والے لوگوں کے لئے کچھ بہتری لا سکتے ہیں۔ جز (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 22 فارمز ہیں جن میں پچھلے کئی سالوں سے research work ہو رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دودھ اور گوشت کے لئے کونسی نئی نسل متعارف کروائی گئی ہے، گوشت کے لئے کونسے جانوروں کی نسل ہے اور دودھ کے لئے کونسی نئی نسل متعارف کروائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! دودھ کے لئے بہادر نگر میں ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے اور ساہیوال breed کے لئے کافی سارا کام کیا گیا ہے-ساہیوال نسل کے لئے خانیوال اور جھنگ میں بھی ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنائے گئے ہیں اور ان میں 8 ہزار گائیں رجسٹرڈ کی گئی ہیں-اسی طرح پتوکی کے پاس Buffalo Research Institute ہے جہاں راوی اور نیلی بھینس پر ریسرچ ہو رہی ہے-ہم نے دودھ میں 20 فیصد اضافہ کیا ہے اور گوشت میں بھی 20 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں-

جناب سپیکر:جنھوں نے سوال دیا ہے پہلے ان کو بات کر لینے دیں-مہربانی-جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میں سمجھ نہیں سکا-میں دودھ اور گوشت کے حوالے سے نسل کے الگ الگ specific نام پوچھنا چاہ رہا تھا-

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!میں بتادوں یا آپ خود بتائیں گے ؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں نے گزارش کی ہے کہ پاکستان میں چولستان نسل کی گائے اور ایک ساہیوال نسل کی ہے اور ساہیوال بہت اہم نسل ہے وہ گرمی اور سردی برداشت کرتی ہے اس میں دودھ کی بھی accuracy زیادہ breed ہے-خصوصی طور پر اس پر کام کیا گیا ہے-اس کے لئے بہادر نگر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کام ہو رہا ہے اور جو جھنگ میں انسٹیٹیوٹ بنایا ہے اس میں بھی اس پر کام کیا جا رہا ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر:معزز اراکین!ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھنا آپ کی اور میری ذمہ داری ہے-

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):ان کے بچھڑوں کی نسل کشی کے لئے کافی سارے انتظامات کئے گئے ہیں اور رجسٹرڈ کئے جا رہے ہیں ابھی آٹھ سو جانور رجسٹرڈ ہو چکے ہیں جس سے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے ہیں-اسی طرح نیلی نسل کی بھینس کے لئے ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنایا گیا ہے اور اس پر خاصا کام کیا گیا ہے-میں نے خود بھی visit کیا ہے، وہ بہت اچھا

فارم ہے، وہاں بھینسوں پر ریسرچ کی جا رہی ہے- میں نے تین چار سنٹر visit بھی کئے ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ابھی محکمے نے اس پر ترجیحات مقرر کی ہیں-

جناب سپیکر: معزز ممبر گوشت بڑھانے کے لئے بھی پوچھ رہے ہیں-

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): گوشت بڑھانے کے سلسلے میں عرض ہے کہ مٹن کے لئے خیرے والا میں goat farm ہے-

جناب سپیکر: کدھر؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): مٹن کے لئے خیرے والا goat farm ہے اور beef کے لئے پہلے پاکستان میں کوئی سنٹر نہیں تھا لیکن اب بہادر نگر اوکاڑہ کے سنٹر پر beef پر ریسرچ ہو رہی ہے- اس میں دوغلی نسل تیار کی جا رہی ہے- ایک پاکستان کا breed ہے اور ایک باہر سے import کر رہے ہیں تاکہ گوشت پیدا کر سکیں اور ابھی اس پر کام ہو رہا ہے-

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: پہلے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ذرا اپنے ساتھی کو سمجھائیے گا، یہ پارلیمانی روایات کے خلاف ہے-

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں سمجھاتا ہوں- یہ اب نہیں بولیں گے-

جناب سپیکر: جی-

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے ساہیوال نسل کے علاوہ ایک اور کا بتایا ہے- دراصل میں یہ سوال اس لئے کرنا چاہ رہا تھا کہ ان کے پاس جو breeding چل رہی ہے یا جو semens ان کے پاس پڑے ہیں جس کی نسل آگے بڑھاتے ہیں وہ کوئی پچیس سے تیس سال پرانے ہیں اور جو latest information آئی ہے اس میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں آئی- آسٹریلیا کی حکومت نے پچھلے سال بھی یہ offer کی تھی کہ پاکستان کے حالات کے مطابق ان کے پاس گوشت کے لئے ایک خاص نسل ہے جس کی یہاں بڑی اچھی پرورش ہو سکتی ہے اور ہم جتنا red meat حاصل کر رہے ہیں اس سے دگنی پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے- لہذا میرے سوال کرنے کا مقصد یہی تھا کہ ہمارے ہاں جو پچیس تیس سال پرانے

semens چل رہے ہیں کیاان سے ہٹ کراس research work میں کوئی نئی چیز، کوئی نئے جانور کی نسل متعارف کروائی گئی ہے یا نہیں ؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! گوشت کے لئے Sharlo and Hereford نسل پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ہمارے ہاں پاکستانی breed دیسی نسل چل رہی ہے۔اس میں دودھ کم تھا لیکن گوشت ٹھیک تھااب اس پر ریسرچ کر کے گوشت پر بھی کام ہو رہاہے۔اس کے بہتر رزلٹ بھی آرہے ہیں۔اس سال بجٹ میں جو رقوم مختص کی گئی ہیں ان کی تفصیل بھی میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر:معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ جیسے آسٹریلیاوالوں نے کیاہے اس طرح آپ کے ہاں بھی کچھ پیشرفت ہوئی ہے ؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جیساکہ میں نے بتایاہے کہ اس طرز پر ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنائے گئے ہیں ان میں کام ہو رہاہے۔وہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ خانیوال، قادرآباد اور بہادر نگر اوکاڑہ میں ہیں بلکہ بہادر نگر اوکاڑہ بہت بڑا ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے وہاں اس طرز پر breed پر کام ہو رہاہے نسل کشی کے لئے semens پر کام ہو رہا ہے اور animal health پر بھی کام ہو رہاہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میں آخری ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!جز(ج)میں جواب دیا گیاہے کہ پرائیویٹ فارموں کو نفع ونقصان کے بغیر انمول ونڈا، دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے دیا جاتاہے۔ جس طرح باقی انڈسٹری میں کئی مدات میں اربوں روپے کی سبسڈی دی جاتی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2008 میں اس انڈسٹری میں پرائیویٹ فارموں کو نفع ونقصان کے بغیر کتنی مالیت کاونڈا دیا گیاہے ؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! پرائیویٹ فارموں کے لئے ونڈا نہیں دیا جارہا۔ہم نے اس سال 50 کروڑ روپے کی لاگت سے یہ پراجیکٹ

introduce کیا ہے-اس میں چھوٹے فارمر جن کے پاس ایک سے چار جانور ہوں گے ان کو یہ مفت ونڈا دیا جائے گا-باقی کسی کو مفت ونڈا دینا زیر غور نہیں ہے-

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ میرے حلقہ میں رکھ غلاماں اور کلور کوٹ دو ڈیری فارم ہیں اور ضلع بھکر میں چار ڈیری فارم ہیں-میری گزارش ہے کہ رکھ غلاماں ڈیری فارم کا بہت بڑا milk plant تھا لیکن وہ عرصہ دراز سے بند ہو گیا ہے-لہذا اسے چالو کرنے کے لئے آپ کے پاس کیا تجاویز ہیں؟

جناب سپیکر: چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اس سوال سے متعلق ضمنی سوال پوچھتے-

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی-

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! گوشت اور دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے ان کے بائیس فارم ہیں-فیصل آباد ایک بڑا اہم زرعی ضلع ہے لیکن وہاں پر اس قسم کا کوئی تجرباتی یا تحقیقاتی فارم نہیں بنایا-اس کی کوئی خاص وجہ ہے کہ فیصل آباد کو ignore کر دیا گیا ہے؟ کیا یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ فیصل آباد میں بھی اس قسم کے فارم بنائے جائیں؟

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): واقعی فیصل آباد میں کوئی ریسرچ فارم نہیں ہے لیکن وہاں بہت سے شعبوں میں کام ہو رہا ہے، وہاں زرعی ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے، وہاں زرعی یونیورسٹی ہے، وہاں لائیو سٹاک پر ریسرچ کا خاصا کام ہو رہا ہے-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں-

جناب سپیکر: اس بارے میں آخری ضمنی سوال ہو گا-جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ پرائیویٹ فارموں کو نفع ونقصان کے بغیر انمول ونڈا وغیرہ دیا جاتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ no profit no loss پر کرتے ہیں تو جب no

profit no loss declare ہوتا ہے تو کیا اس کا آڈٹ ہوتا ہے، کیا یہ کوئی منافع دکھا رہے ہیں؟ یہ no profit no loss پر تو صرف ان کو دے رہے ہیں جو کہ آگے privatize کر کے profit پر فروخت کر رہے ہیں۔ کیا ان کو کوئی profit ہو رہا ہے یا ان کا کوئی سالانہ آڈٹ ہے؟ اور اگر ہے تو آڈٹ کون کر رہا ہے؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جتنے بھی سرکاری اخراجات ہوتے ہیں تمام کا آڈٹ ہوتا ہے۔ ان کے آڈٹ پیرا بنتے ہیں اور کوئی رقم بھی بغیر آڈٹ کے نہیں ہے۔ جہاں تک ونڈا جات کا کہا گیا ہے تو میں نے یہی عرض کیا ہے کہ ہماری ونڈے کی ملیں no profit no loss کی بنیاد پر دے رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو یہ بتانا چاہئے کہ کیا کوئی منافع ہو رہا ہے، اگر منافع ہو رہا ہے تو کتنا ہو رہا ہے کیونکہ حکومت نے تو اس پر invest کیا ہوا ہے لہذا وزیر موصوف بتائیں کہ منافع کتنا ہو رہا ہے؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس تمام فارمز کے اعداد و شمار موجود ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ نفع و نقصان کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ وہاں ریسرچ ہوتی ہے، وہاں اخراجات ہوتے ہیں، وہاں breed تیار کیا جاتا ہے in submission کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: Experiments ہوتے ہیں۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): یہ کمرشل نہیں بلکہ تجرباتی فارمز ہیں۔

شیخ علاؤالدین: Experiment کا گوشت کون کھاتا ہے، عوام کو تو ملتا نہیں، وہ کدھر جاتا ہے اور کبھی آپ کو experiment کا گوشت ملا ہے؟ پیسوں سے ہی ملتا ہے ناں ہمیں تو نہیں ملتا تو پھر یہ گوشت کون

کھارہا ہے؟ یہاں سے کبھی عوام کو ایک لٹر دودھ بھی ملا ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ no profit no loss پر ہے۔ تو وہ کون کھا رہا ہے؟

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا ایک system ہے۔ دودھ، گوشت وغیرہ کی auction ہوتی ہے، old جانوروں کی culling ہوتی ہے، young جانوروں کو فروخت نہیں کیا جاتا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "اگر مذکورہ فارموں میں research work بھی کیا جارہا ہے تو اس کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟" اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "انہیں ادارہ جات کی سالانہ رپورٹ میں بھی شائع کیا جاتا ہے" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب سوال میں یہ کہا گیا ہے کہ اس research work کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے تو اس معزز ایوان میں اس رپورٹ کو پیش کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرے پاس ساری تفصیل موجود ہے، میں معزز رکن کو فراہم کر دوں گا۔ میرے پاس farmwise details موجود ہیں میں معزز رکن کو فراہم کر دوں گا۔ اس کے فنڈز 34 کروڑ روپے ہیں جن میں سے 24 کروڑ تنخواہیں اور 10 کروڑ روپے contingency کے اخراجات ہیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز(ب) کے حوالے سے ہے۔ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ "نسل کشی کے لئے private breeders کو نر بچھڑے، بکرے، سانڈ اور بیل مہیا کئے جاتے ہیں" تو اس کا کیا طریق کار ہے، کیا یہ ان کو رعایتاً دیتے ہیں یا فروخت کرتے ہیں؟ دوسرا میری ایک تجویز ہے کہ انمول ونڈا یا یہ جو نر مہیا کرتے ہیں اس کو اگر یہ advertise کر دیا کریں اور متعلقہ زمیندار خود جا کر وہاں سے لیں تو وہ زیادہ بہتر طریقہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی تجویز ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بھی ہے کہ یہ نر چھترے، بکرے، بیل اور سانڈ کس طرح مہیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ اپنا سوال دہرا دیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! private breeders کو نر چھترے، بکرے، بیل اور سانڈ مہیا کئے جاتے ہیں، آیا یہ زمینداروں کو فروخت کرتے ہیں یا رعایتاً دیتے ہیں؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کی تول کر قیمت وصول کی جاتی ہے۔ اس کی A,B and C تین categories ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہایت اہم ضمنی سوال ہے، زندگی اور موت کا سوال ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب ہم اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اگلا سوال بول چکا ہوں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ آج نہیں ہیں؟ ان کے اس سوال کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! سوال نمبر 847۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے چند اضلاع کو لائیو سٹاک کے سلسلہ میں ماڈل بنانے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*847: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ کے چند اضلاع کو لائیو سٹاک کے سلسلہ میں ماڈل بنانے کا پروگرام بنایا ہے، توان اضلاع کے نام کیا ہیں اور چناؤ کس طریق کار کے تحت کیا گیا؟

(ب) کیا حکومت صوبہ کے دیگر اضلاع کو بھی لائیو سٹاک کی جدید سہولیات مہیا کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو اس بارے میں اٹھائے گئے اقدامات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ مالی سال 2003-04 میں ایک ترقیاتی منصوبہ مالیتی 459.021 ملین سپورٹس سروسز لائیو سٹاک فارمرز، پائلٹ پراجیکٹ (ماڈل ڈسٹرکٹس) دریں اضلاع ساہیوال، اوکاڑہ، جھنگ اور مظفر گڑھ کا قیام عمل میں آیا جس میں اضلاع کا چناؤ لائیو سٹاک پاپولیشن کی بنیاد پر کیا گیا۔ یہ منصوبہ مالی سال 2003-04 تا 2006-07 جاری رہا جس کے تحت ان اضلاع میں مندرجہ ذیل سول ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جا چکی ہیں نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا گیا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت دی جا سکے۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	اوکاڑہ	82	3
2	ساہیوال	49	2
3	جھنگ	50	4
4	مظفر گڑھ	71	4
	میزان	252	13

(ب) مندرجہ بالا ترقیاتی منصوبہ کی روشنی میں مالی سال 2005-06 تا 2008-09 میں ایک دوسرا منصوبہ "سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز، فیز II، اندریں اضلاع گوجرانوالہ،

گجرات، چکوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، اور بہاولنگر" مالیتی 677.662 ملین روپے کا اجراٗ کیا گیا تھا جس کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں تھے ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا گیا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت دی جا سکے۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	گوجرانوالہ	54	4
2	گجرات	67	3
3	چکوال	27	4
4	ڈیرہ غازی خان	29	4
5	بہاولپور	40	5
6	بہاول نگر	55	5
	میزان	272	25

مندرجہ بالا منصوبہ جات کی مویشی پال حضرات میں مقبولیت کے باعث مالی سال 07-2006 تا 10-2009 میں ایک تیسرا منصوبہ "سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز، فیز-III، اندریں اضلاع قصور، پاکپتن، شیخوپورہ، حافظ آباد، سرگودھا، لیہ، راولپنڈی اور ننکانہ صاحب" مالیتی 986.016 ملین روپے کا اجرا کیا گیا، جس کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں تھے ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں۔نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا جا رہا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت مہیا ہو سکے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	قصور	69	4
2	پاکپتن	31	2
3	شیخوپورہ	44	3
4	حافظ آباد	24	2
5	سرگودھا	83	6

6	لیہ	33	3
7	راولپنڈی	33	7
8	ننکانہ صاحب	38	4
	میزان	355	31

مالی سال09-2008تا11-2010 میں ایک چوتھا منصوبہ ''سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز،Phase-IV اندریں اضلاع فیصل آباد، ملتان، رحیم یار خان اور راجن پور'' مالیتی 592.346 ملین روپے کا بنایا گیا ہے جو کہ محکمہ ہذا برائے منظوری محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور کو بھجوا چکا ہے جس کی منظوری کا انتظار ہے،اس منصوبے کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں ہیں ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں بنانے کی تجویز ہے، نیزان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا جائے گا تا کہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت مہیا ہو سکے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	فیصل آباد	98	5
2	ملتان	41	3
3	رحیم یار خان	45	4
4	راجن پور	32	6
	میزان	216	18

محکمہ کی تجویز ہے کہ اسی طرح پنجاب کے باقی ماندہ 13 اضلاع میں مرحلہ وار منصوبے کے تحت جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں ہیں، ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جائیں اور تحصیل کی سطح پر موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب سپیکر کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 847 کے جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "پنجاب کے باقی ماندہ 13 اضلاع میں مرحلہ وار منصوبے کے تحت جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ

حیوانات نہیں ہیں ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جائیں گی اور تحصیل کی سطح پر موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا قیام عمل میں لایا جائے گا"اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک ان اضلاع کی یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات قائم کر دیئے جائیں گے ؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز پروگرام کے تین phases بنائے گئے تھے۔phase-I مکمل ہو چکا ہے، phase-II بھی under completion ہے اور phase-III پر کام ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے اضلاع کی تفصیل جواب میں دی گئی ہے۔phase-IV ابھی زیر غور ہے۔اسے ہم نے منظوری کے لئے P&D کو بھجوایا ہے۔اس منصوبے کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں ہیں ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: یہ کب تک قائم ہو جائیں گی؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!ہم نے یہ منصوبہ P&D کو بھجوایا ہوا ہے جیسے ہی منظوری ہو جائے گی اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 865۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے

فور ٹائر سروس سٹرکچر کے تحت ڈاکٹروں کی سنیارٹی لسٹ بنانے کا مسئلہ

*865: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک میں ڈاکٹرز کی سنیارٹی لسٹ علیحدہ علیحدہ نظامت میں تیار کی جاتی ہے کیا یہ سنیارٹی لسٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بننے والی لسٹ کے مطابق ہوتی ہے، اگر ہاں تو ونگز کے نام اور ان میں تعینات ڈاکٹروں کے نام اور ان کی تاریخ تعیناتی کے مطابق سنیارٹی لسٹ فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ میں ڈاکٹرز کے لئے 4 tire service structure شروع کیا گیا اگر ہاں تو مذکورہ structure کے تحت کس ratio سے سکیل دیئے جاتے ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 4 tire service structure لاگو ہونے کے بعد سنیارٹی لسٹ کو مدنظر نہیں رکھا گیا اور اپنے من پسند ڈاکٹروں کو نوازا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 4 tire service structure مختلف ونگز میں علیحدہ علیحدہ لاگو کیا گیا ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک میں بھی صوبہ پنجاب کے دوسرے محکموں کی طرح 4 tire service structure لاگو ہونا چاہئے تھا اور صوبائی سطح پر اکٹھی سنیارٹی لسٹ مرتب کی جانی چاہئے تھی لیکن یہاں پر صوبائی سطح پر سنیارٹی لسٹ تیار نہیں کی گئی اور ریسرچ ونگ میں تعینات ڈاکٹروں سے امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہے، ان کی تعداد کم ہے، اگر اس سوال کا جواب ہاں میں ہے تو ایسا کیوں کیا گیا ہے، مکمل وضاحت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حقداروں کو ان کا حق دلوانے کے لئے محکمہ کوئی اقدامات اٹھا رہا ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک میں ڈاکٹروں کی سنیارٹی لسٹ علیحدہ علیحدہ نظامت میں تیار کی جاتی ہے، یہ سنیارٹی لسٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بننے والی لسٹ کے مطابق ہوتی ہے۔ مہتمم اعلیٰ پنجاب کے ماتحت ڈائریکٹوریٹ میں تعینات ڈاکٹروں کے نام اور ان کی تاریخ تعیناتی کے مطابق سنیارٹی لسٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے محکمہ میں سروس سٹرکچر ڈاکٹروں کے لئے منظور کیا ہے جس میں مختلف سکیلوں کا تناسب مندرجہ ذیل ہے:-

سکیل نمبر 20	1 فیصد
سکیل نمبر 19	15 فیصد
سکیل نمبر 18	34 فیصد
سکیل نمبر 17	50 فیصد

(ج) سروس سٹرکچر ابھی منظور ہوا ہے، لاگو نہیں کیا گیا۔مندرجہ بالا تناسب کے تحت سنیارٹی لسٹ کو مدنظر رکھ کر ہی اسے لاگو کیا جائے گا۔

(د) یہ درست ہے کہ سروس سٹرکچر مختلف نظامت میں علیٰحدہ علیٰحدہ منظور شدہ فیصد کے تناسب سے لاگو کیا جائے گا۔چونکہ تمام نظامت کی کارکردگی کی تفصیل علیٰحدہ ہے۔اسی لحاظ سے تعلیمی قابلیت مختلف ہے۔تقرری اور ترقی کے طریق کار بھی مختلف ہیں علاوہ ازیں مختلف نظامتوں میں باہمی تبادلہ نہیں کیا جا سکتا۔

(ہ) سروس سٹرکچر منظور ہونے سے پہلے ہی سنیارٹی لسٹیں مختلف نظامتوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں جیسا کہ سوال (د) کے جواب میں واضح کیا گیا ہے کہ ان عہدوں پر باہمی تبادلے نہیں ہو سکتے لہذا پہلے سے موجود سنیارٹی لسٹ کے مطابق ہی یہ سٹرکچر لاگو کیا جائے گا۔اس میں کسی نظامت میں تعینات ڈاکٹروں سے کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جائے گا۔

(و) کسی حقدار کو اس کے حق سے محروم نہیں رکھا گیا۔اصولی طور پر جو تناسب سروس سٹرکچر میں منظور ہوا ہے اسی تناسب سے اسے لاگو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس سوال کے بارے میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ میرے اس سوال کی وجہ سے ان کے محکمہ میں service structure کی جو خرابی تھی وہ انھوں نے دور فرمائی ہے۔اس کا جواب ہاؤس میں آنے سے پہلے پہلے مسئلہ حل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں میاں نصیر صاحب کے سوال پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سن لیا کریں۔اب جبکہ میں اگلے سوال پر جا چکا ہوں تو آپ ضمنی سوال کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ 17۔اگست 2008 کا جواب ہے۔اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ "service structure ابھی منظور ہوا ہے، لاگو نہیں کیا گیا۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 10 ماہ ہو گئے ہیں کیا اب service structure لاگو کر دیا گیا ہے؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کے rules frame کرنے کے لئے S&GAD کے ساتھ دو meetings ہو چکی ہیں۔ابھی انہوں نے کچھ اعتراضات اٹھائے ہیں لیکن بہت جلد یہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔یہ باقاعدہ rules مرتب ہونے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ اس قسم کی inefficiencies ہیں کہ service structure بن جانے کے بعد دس مہینے تک لاگو نہیں ہوتے۔ہماری پنجاب حکومت کا implementations کے اندر ایک سو کروڑ روپے روزانہ کا خرچ ہو رہا ہے۔اس قسم کی جو delays ہیں یہ مناسب نہیں ہیں۔میں منسٹر صاحب پر تنقید نہیں کر رہا۔میں overall حکومت کی efficiency بڑھانے کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ہم نے اپنے current expenses کو کنٹرول کرنا ہے۔اگر structure بن جانے کے باوجود دس مہینے تک implement نہیں کیا جا رہا تو یہ Justice delayed is justice denied والا معاملہ ہوا۔

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہاں تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں کہ پہلے جو طریق کار تھا اس میں گریڈ۔20 کا ایک افسر تھا اور جو نیا service structure بنایا گیا ہے اس میں 17 افسر گریڈ۔20 میں آئیں گے۔جب کوئی policy frame ہوتی ہے تو اس میں تھوڑا وقت لگتا ہے۔اسی طرح سکیل۔ 19 میں 258 افسر آئیں گے اور

سکیل۔18 میں 585افسر promote ہوں گے۔ موجودہ حکومت نے پہلی دفعہ یہ پالیسی بنائی ہے کہ افسران کی rapid promotion ہو تاکہ ان کے کام کرنے کی صلاحیت بڑھے۔اس میں بہت سارے مسائل درپیش تھے، ہائی کورٹ میں writs ہوئی تھیں، اسی litigation کی وجہ سے اس میں delay ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ کی طرف سے کوئی delay نہیں ہے۔ کچھ افسران ہائی کورٹ میں چلے گئے تھے، ان کا ایک مطالبہ تھا، یہاں ہاؤس میں بھی ذکر کیا گیا ہے تو اس مطالبے کی وجہ سے یہ delay ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر زمرد یاسمین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر1046۔(معزز رکن نے ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1046 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں دیگر علاقوں سے مردہ جانوروں کے گوشت کی سپلائی کا مسئلہ

*1046: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں دیگر علاقوں سے مردہ بیمار جانوروں کا گوشت سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ب) یکم جنوری2008 تا حال اس سلسلہ میں کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) حکومت نے صحت عامہ کے پیش نظر اس سلسلے کی روک تھام کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شہر میں دیگر علاقوں سے مردہ/بیمار جانوروں کے گوشت کی سپلائی کی روک تھام کے لئے ضلعی حکومت نے ٹاؤنز کی سطح پر میٹ انسپکشن سکواڈ اور انفورسمنٹ سکواڈ بنائے ہیں جو کہ مختلف ٹاؤنز اور لاہور شہر کے داخلی راستوں پر چھاپے مار کر ملزمان کو گرفتار کرنے کے بعد ان کے خلاف سخت کارروائی کرتے ہیں اور ملزمان کو سخت سزائیں اور جرمانے کئے جاتے ہیں۔

(ب) یکم جنوری 2008 سے تاحال اس سلسلہ میں 754 قصابوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے پابند سلاسل کیا گیا اور تقریباً 456 من مضر صحت گوشت تلف کیا گیا جبکہ 60500 روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔

(ج) مردہ/بیمار جانوروں کے مضر صحت گوشت کی فروخت کی روک تھام کے لئے ضلعی حکومت نے ٹاؤنز کی سطح پر meat inspection squad بنائے ہیں جو کہ تمام ٹاؤنز میں سرگرم عمل ہیں جبکہ ضلعی سطح پر انفورسمنٹ سکواڈ بنائے گئے ہیں جو لاہور شہر کے داخلی راستوں کے علاوہ شہر بھر میں چھاپے مار کر ملزمان کو گرفتار کرنے کے بعد ان کے خلاف سخت قانونی کارروائی کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں سزائیں، جرمانے اور مضر صحت گوشت کو موقع پر تلف کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "قصابوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہیں اور سخت سزائیں دیتے ہیں"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر سزا دیتے ہیں تو اس کا period کتنا ہوتا ہے، اگر جرمانہ کرتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم کتنا جرمانہ کیا جاتا ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو Meat Inspectors ہیں وہ چالان کرتے ہیں اور غلطی کے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جرمانے کی detail جواب میں دی گئی ہے۔ مضر صحت گوشت تلف کرنے کے علاوہ -/60500 روپے جرمانہ کیا گیا

ہے۔ پہلے جرمانہ بہت کم تھا اب اس کو revise کیا جا رہا ہے۔ پہلے یہ رقم پانچ سو روپے کے قریب تھی اب اس کو enhance کیا جا رہا ہے جو جلد لاگو کیا جائے گا۔

جناب آصف بشیر بھگت: جناب والا! سوال میں پوچھا گیا ہے کہ صحت عامہ کے پیش نظر اس سلسلے کی روک تھام کے لئے حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں۔ اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ سارا لاہور سے متعلقہ ہے کہ لاہور میں ٹاؤن کی سطح پر یہ بنائے گئے ہیں، لاہور کے بیرونی راستوں پر اس قسم کے اقدامات کئے گئے ہیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ صوبے کے باقی جو 35 اضلاع ہیں ان کے بارے میں تفصیل بیان فرمائی جائے اور جواب پورے پنجاب کے حوالے سے یہاں پر دیا جائے کہ کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! پورے پنجاب میں جو slaughter houses ہیں، ان کی حالت اچھی نہیں ہے۔ میں نے خود ملتان، سرگودھا میں visit بھی کئے ہیں۔ دراصل جتنے بھی مذبحہ خانے گوشت کی نگرانی کے ہیں وہ TMA کے پاس ہیں۔ checking کے جتنے بھی اقدامات ہیں وہ TMA کر رہی ہے۔ لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کا ایک ویٹرنری ڈاکٹر ہوتا ہے جو یہ ٹیسٹ اور چیک کرتا ہے کہ آیا جانور صحت مند ہے اور گوشت فروخت ہونے کے قابل ہے۔ لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کا اتنا سا کام ہے باقی تمام ذمہ داری TMA کی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ ان کا سوال اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: سوال نمبر 1271۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بھینسوں کا دودھ دوہنے سے قبل انجکشن لگانے کے مضر اثرات

*1271: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بھینسوں کا دودھ دوہنے سے پہلے انھیں انجکشن لگائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انجکشن لگانے سے بھینس بیمار ہو جاتی ہے اور اس کا دودھ پینے والے بچے ہارمونز کی کمی کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انجکشن لگا کر دودھ دوہنے کے اقدام کو روکنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی نہیں- صوبہ پنجاب میں کسی گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم پر مویشیوں کا دودھ دوہنے سے پہلے کوئی انجکشن نہیں لگائے جاتے البتہ چند شکایات ہیں کہ کچھ پرائیویٹ گوالہ حضرات وقت بچانے اور بچھڑا/ کٹڑے کو دودھ نہ پلانے کی خاطر آکسی ٹوسین کا انجکشن لگاتے ہیں جو کہ غلط روایت ہے-

(ب) جی نہیں- انجکشن لگانے سے بھینس / گائے جسمانی طور پر بیمار نہیں ہوتی البتہ اس کا تولیدی نظام متاثر ہوتا ہے لیکن دودھ پینے والے بچے ہارمونز کی کمی کا شکار نہیں ہوتے- ہارمون کے اس انجکشن کی جانور کے جسم میں میعاد صرف ایک سے دو منٹ ہوتی ہے اور اس کے اثرات دودھ نکالنے کے عمل کے دوران ہی ختم ہو جاتے ہیں البتہ حاملہ جانوروں میں اس انجکشن کا استعمال جاری رہے تو حمل ضائع ہو سکتا ہے-

(ج) محکمہ لائیو سٹاک انجکشن لگا کر دودھ دوہنے کی غلط روایت کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہا ہے کیونکہ مذکورہ انجکشن کے طبی اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، محکمہ ہذا کا شعبہ نشر و اشاعت لائیو سٹاک فارمرز میں پہلے ہی آگاہی کی مہم پر عمل پیرا ہے- تاہم محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب ضلعی حکومتوں کے تعاون سے اس غلط روایت کے خاتمے کے لئے اپنی کاوشوں میں مزید اضافہ کرے گا-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بھینسوں کا دودھ دوہنے سے پہلے انہیں انجکشن لگائے جاتے ہیں؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ جو گورنمنٹ کے لائیو سٹاک کے ادارے ہیں وہاں پر ایسا کوئی انجکشن نہیں دیا جاتا البتہ پرائیویٹ سیکٹر کے جو گوالے ہیں وہ انجکشن لگا دیتے ہیں۔ اس کا جواب واضح نہیں ہے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کے جو گوالے ہیں وہ بھی بھینسوں کو انجکشن نہ لگائیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کی آخر نگرانی کس نے کرنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ جو آکسی ٹوسین کا انجکشن لگایا جاتا ہے یہ مضر صحت نہیں ہے۔ جب دودھ نکالا جاتا ہے تو ان کے hormones وہیں ختم ہو جاتے ہیں۔ انسانی صحت کے لئے بھی اور اس جانور کے لئے بھی مضر رساں نہیں ہے۔ البتہ یہ ہے کہ جب جانور pregnancy میں ہوتا ہے تو اس وقت abortion کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں مختلف اداروں اور یونیورسٹیوں میں اس پر ریسرچ ہوئی ہے۔ صرف دودھ لینے کے لئے اس انجکشن کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب والا! جز (الف) میں hormones کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے جواب میں وزیر صاحب نے کہا ہے کہ آکسی ٹوسین ہارمون کا انجکشن لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ bovine growth hormones بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے بہت مضر اثرات ہوتے ہیں وہ بھی زیادہ دودھ دینے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ کیا وزیر صاحب اس کے بارے میں بتائیں گے کہ ان کے محکمے میں اس کی investigation کی گئی ہے اور جز (ج) کے ضمنی سوال کے جواب میں جو کہا گیا ہے یہ vague سا جواب ہے۔ جیسے مردہ گوشت کے لئے inspection squad موجود ہیں تو یہ زیادہ بڑا مسئلہ ہے، میں

یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کے لئے کیا کوئی inspection squad بنائے گئے ہیں اور اگر گوالے یہ ہارمون لگاتے ہوئے پکڑے جائیں تو ان کو کیا سزا دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ہمارے پاس ابھی ایسی کوئی شکایت نہیں آئی کہ کوئی ایسی دوائی یا انجکشن دیئے جا رہے ہوں جو مضر صحت ہوں۔ ہمارے پاس لاہور میں لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ میں testing laboratories ہیں اس کے علاوہ بھی diagnosis کے لئے لیبارٹریاں موجود ہیں۔ جب کوئی اس قسم کی شکایت آئے گی تو اس کو دیکھ لیا جائے گا۔

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ اس سوال کے جواب کے جز (ب) اور (ج) دونوں ایک دوسرے کے contradictory ہیں۔ جز (ب) میں یہ فرمایا گیا کہ انجکشن کی جانور کے جسم میں میعاد صرف ایک یا دو منٹ ہوتی ہے اور اس کے اثرات دودھ نکالنے کے عمل کے دوران ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ جز (ج) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ محکمہ لائیوسٹاک انجکشن لگا کر دودھ دوہنے کی غلط روایت کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہا ہے۔ کیونکہ مذکورہ انجکشن کے طبی اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں جواب ایک دوسرے کی ضد ہیں contradictory ہیں اس کی وضاحت فرمائیں اور وزیر صاحب فرمائیں کہ کس اتھارٹی کو وہ quote کریں گے اور کونسی اتھارٹی صحیح ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی بڑے واضح طور پر گزارش کی ہے کہ جو لوگ اس انجکشن کو استعمال کرتے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ بعض بھینسوں کی دودھ کے سلسلے میں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے یا وہ دودھ نہیں چھوڑتیں اور اپنے بچوں کے لئے بچا لیتی ہیں۔ گوالے جو ہوتے ہیں وہ غیر قدرتی طور پر دودھ نکالنے کے لئے اس قسم

کے انجکشن استعمال کرتے ہیں۔محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں میں قدرتی طور پر ان کے ہارمون میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ جتنا دودھ دینا چاہتے ہیں دیتے ہیں۔یہ مصنوعی طریقہ ٹھیک نہیں ہے سائنسی طور پر تحقیق کے مطابق انسان یا جانور کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہمارا اسلام آباد کا ادارہ اس پر مزید ریسرچ کر رہا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف کے علم میں یہ ہے کہ گوالے زیادہ دودھ نکالنے کے لئے بھینس کے چارے پر کھاد ڈال دیتے ہیں۔ کلو کے قریب اس کے چارے میں ملا دیتے ہیں جس سے بھینس کا دودھ زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ انسانی صحت کے لئے مضر ہے کیا اس کا یہ کوئی سد باب کریں گے کہ چارے پر جس کو "گتاوا" کہتے ہیں اس پر کھاد ڈال دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! معاشرے میں جو برائیاں ہیں اور خرابیاں ہیں وہ ہر شعبے میں موجود ہیں۔ سوسائٹی میں جو غلط قسم کے لوگ ہر شعبے میں ہیں۔ ابھی جو شاہ صاحب نے نشاندہی کی ہے میں ڈیپارٹمنٹ کو کہتا ہوں کہ اس کا کوئی حل نکالیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! میرا ابھی ضمنی سوال رہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ایک معزز رکن: ہمیں بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: ان کو پہلے ضمنی سوال کرنے دیں۔ ان کا اپنا سوال ہے۔ انہوں نے محنت کی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! انہوں نے جز (ب) کا vague سا جواب دیا ہے۔ میرا سوال تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ انجکشن لگانے سے بھینس بیمار ہو جاتی ہے اور اس کا دودھ پینے والے بچے ہارمون

کی کمی کا شکار ہوتے ہیں۔"جس کا جواب کچھ عجیب سا آیا ہے۔اس کا جواب ہے۔"جی نہیں،injection لگانے سے بھینس /گائے جسمانی طور پر بیمار نہیں ہوتی البتہ اس کا تولیدی نظام متاثر ہوتا ہے۔"پوچھنا یہ ہے کہ کیا تولیدی نظام بھینس یا گائے کے جسم کا حصہ نہیں ہوتا،اس سے اگر بھینس بیمار ہو سکتی ہے تو کیا دودھ پینے والے بچے بیمار نہیں ہوتے؟اس کا sample اگر کسی لیبارٹری میں بھیجا جائے تو نتائج سامنے آ جاتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ خصوصاً لڑکیوں میں hormones بری طرح سے disturb ہوتے ہیں اور وقت سے پہلے ان کی growth ہوتی ہے،کیا حکومت کو اس کا سد باب نہیں کرنا چاہئے؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر!میں نے اس مسئلے کو بار بار discuss کیا ہے۔میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پاکستان کے اندر بھی اور باہر کے ممالک میں latest research کے مطابق انسان کے لئے اور حیوانات کے لئے اس injection کے کوئی نقصانات نہیں ہیں۔ان کے hormones کا صرف ایک ڈیڑھ منٹ کا وقفہ ہوتا ہے جو دودھ نکالنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں اس کے بعد ان کا اثر ختم ہو جاتا ہے جس سے اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔صرف وہ دودھ نکالنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس research کی مکمل تفصیلات میرے پاس موجود ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:میاں صاحب!آپ تشریف رکھئے گا۔اس سوال پر last and final supplementary question بھگت صاحب کا ہے۔

جناب آصف بشیر بھگت:جناب سپیکر!میرا سوال یہ ہے کہ پنجاب میں بچھڑوں اور کٹڑوں میں motility rate is very high اس میں میری یہ گزارش ہے کہ کیا وزیر موصوف اس بات کا جواب دیں گے کہ اگر محکمہ لائیو سٹاک یا دیگر کسی حکومتی ادارے نے اس چیز پر پابندی لگا دی ہے کہ بھینسوں کا دودھ دوہنے کے لئے ان کو injection نہیں لگائے جائیں گے کیونکہ وہ مضر صحت ہیں یا وہ hormones کے لئے بہتر نہیں ہیں تو چونکہ بچھڑوں اور کٹڑوں میں motility rate 85 فیصد ہوتا

ہے تو اگر وہ injection بھی نہیں لگائیں گے تو اس کا کوئی ایسا طریق کار بتائیں کہ جس طریقے سے گوالے مستقبل میں دودھ دوہ سکیں۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! آپ ان چیزوں کو لیبارٹری میں دوبارہ چیک کروائیں اور اس کے بارے میں کسی ماہر سے رپورٹ لیں کیونکہ بہتر بات یہ ہے۔ آگے آپ کی مرضی ہے آپ منسٹر ہیں میں اس سے زیادہ آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ کا حکم میرے لئے سر آنکھوں پر ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ اس چیز کا ٹیسٹ اسلام آباد کی لیبارٹری میں ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی لیبارٹریوں سے ٹیسٹ رپورٹیں آئی ہیں جن پر میں نے بار بار مختلف لوگوں سے discuss کیا ہے ان کے مطابق جانور کی صحت اور انسانی صحت پر اس کے کوئی مضر صحت اثرات نہیں ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین چودھری محمد شفیق کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! "سماء" ٹی وی چینل کے رپورٹر نعیم اشرف بٹ پر ایلیٹ فورس نے پرویز الٰہی صاحب کے گھر کے باہر تشدد کیا ہے، رپورٹرز بہت پریشان باہر کھڑے ہیں، انہوں نے ہمیں آکر اطلاع دی ہے کہ ہم آپ کو ہاؤس میں بتائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! پریس والے پریس گیلری سے باہر چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں قریشی صاحب اور ملک ندیم کامران صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ باہر جا کر پتا کریں کہ کیا معاملہ ہے؟ میں صحافی برادری کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ تشریف رکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کی تحقیق کی جائے گی اور اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! ہم نے اس معاملے کو اٹھانے کی کوشش کی ہے تو ہمیں اس کمیٹی میں کیوں نہیں include کرتے؟

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ بھی ساتھ چلی جائیں، کسی اور محترمہ کو بھی ساتھ لے جائیں۔ آپ جا کر ان سے رابطہ کریں، یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب چیئرمین! اس سوال میں کہا گیا ہے کہ کیا حکومت injection لگا کر دودھ دوہنے کے اقدامات کو روکنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کے answer کی آخری لائن میں جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ ضلعی حکومتوں کے تعاون سے اس غلط روایت کے خاتمے کے لئے اپنی کاوشوں میں مزید اضافہ کرے گا۔ تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے یہ سوال 30۔اکتوبر 2008 کو جمع کروایا تھا، سال کے بعد مجھے اس کا جواب دیا جا رہا ہے اور ابھی کہا جا رہا ہے کہ "کرے گا"۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مجھے بتایا جاتا کہ قانون سازی کر لی گئی ہے، کام شروع ہو چکا ہے اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے دور میں مجھے یہ جواب دیا جا رہا ہے جو کہتے ہیں کہ فوراً اس کام کو مکمل کریں تو میں چاہوں گی کہ اس پر قانون سازی کی جائے اور پالیسی بنا کر سختی سے اس پر عمل درآمد کروایا جائے اور میاں صاحب کے اس قول کو سچ کر کے دکھایا جائے کہ صحت کے معاملے میں کوئی compromise نہیں ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے جاننا چاہوں گی کہ awareness campaign rural areas میں کس طرح پہنچائی جا رہی ہے؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! آپ محترمہ کے سوال کا جواب دیں اور پہلے بھی انہوں نے کہا ہے کہ یہ سوال اکتوبر 2008 کا ہے اس سلسلے میں کیا قانون بنایا جا رہا ہے اور اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اس کے بارے میں ہاؤس کو مطلع کریں۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے سوال نمبر 1271 کا تفصیل سے جواب دیا ہے۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ اس سوال کے جواب میں جس awareness campaign کا ذکر کیا گیا ہے یہ awareness campaign rural areas میں کس طرح پہنچائی جا رہی ہے؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! ایک نیا شعبہ نشر و اشاعت کا بنایا گیا ہے۔ اس کے ذریعے vast طریقے سے publicity ہوگی اور دیگر پریس کے ذریعے بھی کام کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! اس سوال کے جواب کے جز (ب) اور (ج) میں تضاد ہے۔ ان میں سے ایک کا جواب صحیح اور ایک کا غلط ہے۔ میں اس کی وضاحت چاہوں گا۔

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں اور جانوروں میں قدرتی طور پر ہارمونز رکھے ہوئے ہیں۔ دودھ نکالنے کا ایک فطری طریقہ ہوتا ہے۔ گوالے انجکشن سارا دودھ نکالنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس کا صحت پر کوئی اثر نہیں ہے لیکن یہ طریقہ فطری نہیں، مصنوعی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ افشاں فاروق صاحبہ کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: On her behalf Q. No.1546 (معزز رکن نے محترمہ افشاں فاروق کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1546 دریافت کیا)

رینالہ خورد میں آبادی کے اندر پولٹری فارمز کا قیام

*1546: محترمہ افشاں فاروق: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولٹری فارم کھولنے کے لئے محکمہ ماحولیات اور دیگر محکمہ جات سے N.O.C حاصل کرنا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی آبادی کے اندر یا اس کے قریب پولٹری فارم بنانا قانون اور ضابطے کی خلاف ورزی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک 7-ون ایل تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں پولٹری فارمز مذکورہ چک کی مین آبادی کے اندر بنے ہوئے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں قائم پولٹری فارمز کو آبادی سے دور بنوانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب، نہیں تو کیوں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہیں ہے- N.O.C حاصل کرنا ضروری نہیں-

(ب) یہ درست نہیں ہے تاہم محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ نے پولٹری فارمز کو ضابطہ اخلاق اور قانون کے دائرے میں لانے کے لئے Punjab Poultry Production Registration & Licensing Act, 2007 بنایا ہے جو منظوری کے مراحل میں ہے-

(ج) یہ درست نہیں ہے- چک نمبر 7- ون ایل تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ کے گردونواح میں درج ذیل پرائیویٹ پولٹری فارمز بنے ہوئے ہیں:-

نمبر شمار	نام فارم	نام مالک	گنجائش	کیفیت	حدود اربعہ
1	بدر پولٹری فارم	محمد بدر ولد عبدالرزاق	1500	خالی ہے	یہ پولٹری فارم متذکرہ چک کے شمالی مضافات کی چار دیواری کے اندر واقع ہے-
2	شمشاد پولٹری فارم	رانا شمشاد	2500	خالی ہے	یہ پولٹری فارم متذکرہ چک کے رہائشی علاقہ سے دور مشرق میں چار دیواری کے اندر واقع ہے-

درج بالا پولٹری فارمز چک کے رہائشی علاقے سے دور ہیں اور صاف ستھرے پائے گئے ہیں متعلقہ فارمز کسی بھی طرح انسانی صحت اور ماحول کو آلودہ نہیں کر رہے ہیں-

(د) جزوہائے بالا (الف)، (ب) اور (ج) کے جوابات نفی میں ہیں اس لئے پولٹری فارمز کی منتقلی کا جواز نہیں ہے-

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین !اس میں سوال کیا گیا تھا کہ کیا پولٹری فارم کھولنے کے لئے N.O.C حاصل کرنا ضروری ہے۔اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے یعنی پولٹری فارم بغیر N.O.C کے رہائشی علاقوں میں کھولے جا سکتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک اپنی عوام کی صحت کا خیال رکھتے ہیں۔ وہاں وہ ایک مرغی کو رہائشی علاقے میں ذبح کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔یہاں آپ پورا پولٹری فارم ایک رہائشی علاقے کے اندر بغیر کسی N.O.C کے کھول سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! برڈ فلو ایک مہلک مرض کی طرح پوری دنیا میں سامنے آیا ہے۔ وزیر صاحب نے جز(ب) یہ بتایا ہے کہ Punjab Poultry Production Registration & Licensing Act, 2007 بنایا گیا ہے جو منظوری کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ 2007 سے لے کر 2009 تک کے مالی سال ختم ہو چکے ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بات کی تھی کہ ہم ایک ارب روپیہ حکومت کو چلانے پر خرچ کرتے ہیں۔ کیا یہ مراحل مکمل کر کے اب act بن گیا ہے، کیا یہ قانون لاگو ہو گیا ہے، اگر نہیں ہوا تو اس میں کیا دشواریاں ہیں؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ صحیح ہے کہ N.O.C حاصل کرنا درکار نہیں ہے لیکن اب یہ بات سامنے آئی ہے تو حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کو رجسٹرڈ کیا جائے اور ایک سسٹم بنایا جائے۔ میں نے بھی محکمے کو ہدایات دی ہیں کہ فوری طور پر قانون سازی کے لئے rules بنا کر پیش کئے جائیں تاکہ منظور ہو جائیں۔ اس کو اب رجسٹریشن کے لئے دائرہ اختیار میں لایا جا رہا ہے، اس پر جلد عملدرآمد ہو گا۔

جناب چیئرمین: یہ مرحلہ کب تک مکمل ہو جائے گا۔

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! اسے جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! برڈ فلو ایک مہلک ترین مرض ہے۔ اس کے لئے اقوام نے اپنے ائرپورٹس پر cordon time بندوبست کئے ہیں۔ ہم اس برڈ فلو کے منبع کو اپنے رہائشی علاقوں میں لا رہے ہیں۔ یہ ایک ایمرجنسی ہے اس پر موصوف وزیر صاحب یقین دہانی کرائیں کہ کب تک قانون سازی

ہو جائے گی، اس کے ساتھ ساتھ جو موجودہ پولٹری فارمز رہائشی علاقوں میں ہیں کیا ان کو وہاں سے نکال کر زرعی علاقوں میں یا ایسے علاقوں میں جہاں سے بیماری نہ پھیل سکے منتقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ برطانیہ میں ایک مرغی بھی اپنے گھر کے اندر ذبح نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! راولپنڈی میں ایک پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب میں 8 مختلف جگہوں پر ادارے ہیں جو پولٹری کی بیماریوں کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں۔ وہ رانی کھیت، برڈ فلو اور دوسری پولٹری کی بیماریوں پر ریسرچ کرتے ہیں۔ اس وقت پاکستان میں کہیں بھی برڈ فلو نہیں ہے۔ اس پر مکمل تحقیق کی جا رہی ہے۔ اس پر باقاعدہ ٹاسک فورس مقرر ہے۔ جہاں بھی تھوڑی سی شکایت ملتی ہے تو وہاں پر تحقیق شروع کر دی جاتی ہے۔ اس بارے میں حکومت مکمل طور پر vigilant ہے، اس کے لئے باقاعدہ طور پر ایک گروپ تشکیل دیا گیا ہے کہ جس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ برڈ فلو کا پتا کرے۔ اس پر تفصیلی ریسرچ ہو رہی ہے۔ اس وقت پاکستان میں کہیں بھی برڈ فلو کی بیماری نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ان کا سوال یہ تھا کہ آپ کی ٹاسک فورس کام کر رہی ہے۔ آپ کتنے عرصے میں قانون سازی کر سکتے ہیں۔ ان کی نظر میں یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! برڈ فلو کا معاملہ علیحدہ ہے اور قانون سازی کا معاملہ علیحدہ ہے۔ ایک سوال کے دو حصے ہیں پہلا یہ ہے کہ پولٹری فارمز کو کسی ضابطہ قانون اور ضابطہ اخلاق میں لانا ہے۔ اس کے متعلق پہلے قانون نہیں تھا لیکن اب قانون بنایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا مسئلہ برڈ فلو کا ہے۔ پاکستان میں مکمل طور پر برڈ فلو کے حوالے سے دیکھ بھال کی جا رہی ہے، اس کے لئے باقاعدہ محکمہ لائیو سٹاک کے شعبہ پولٹری کا عملہ راولپنڈی میں ریسرچ کر رہا ہے۔ اس وقت پنجاب میں بھی اور پاکستان میں کہیں بھی برڈ فلو نہیں ہے۔ اگر کہیں سے بھی شکایت آتی ہے تو وہاں ٹیم پہنچ جاتی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب چیئرمین! محکمے نے جواب دیا ہے کہ پولٹری فارمز کے لئے کسی N.O.C کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آج سے تین چار دن پہلے میں نے محکمہ ماحولیات کے پارلیمانی سیکرٹری ایوب گادی صاحب سے شکایت کی کہ ساہیوال کے ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات باقاعدہ پولٹری فارمز کے مالکان کو تنگ کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ N.O.C لیں۔ اگر N.O.C نہیں لینا تو پیسے دیں۔ سوال کا غلط جواب دینا محکموں کی عادت بن گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ باقاعدہ کمیٹی بنائی جائے اور ساہیوال اوکاڑہ میں چیک کیا جائے کہ وہاں پر واقعی محکمہ ماحولیات والے پولٹری فارمز کو تنگ کرتے ہیں یا نہیں؟ میری آپ سے درخواست ہے کہ فوری کمیٹی بنائی جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: آپ نے محکمہ ماحولیات کی بات کی ہے اور ان کے محکمے کی بات نہیں کی۔

راؤ کاشف رحیم خان: سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ پولٹری فارم کھولنے کے لئے محکمہ ماحولیات اور دیگر محکمہ جات سے N.O.C حاصل کرنا ضروری ہے؟" اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "N.O.C حاصل کرنا ضروری نہیں لیکن ground reality یہ ہے کہ وہ باقاعدہ پولٹری فارمز کو تنگ کرتے ہیں۔" اس کی باقاعدہ انکوائری کروائی جائے کہ محکمہ سوال کا جواب کیوں غلط دیتا ہے؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! ان کی انفرادی شکایت ہے۔ یہ لکھ کر دیں گے تو فوری کارروائی ہوگی کیونکہ N.O.C کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ برڈ فلو نہیں ہے۔ برڈ فلو کے علاوہ بھی بیماریاں ہوتی ہیں۔ جو bird hagglers کو ہوتی ہیں تو جب تک یہ Act نہیں آتا تب تک محکمہ کیا کوششیں کر رہا ہے؟ اگر N.O.C ہے یا نہیں ہے تو اس کے بارے میں clear cut جواب دیا جائے کہ رہائشی علاقوں میں پولٹری فارمز نہ ہوں۔ انھوں نے برڈ فلو کہہ دیا ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی بہت سی بیماریاں ہوتی ہیں جو ریسرچ میں ثابت ہوئی ہیں اس لئے رہائشی علاقوں میں

پولٹری فارمز نہیں ہونے چاہئیں۔ Act کے آنے تک حکومت کی طرف سے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! سوال نمبر 1546 میں سوال ہے کہ "رہائشی علاقوں میں پولٹری فارم ہیں" تو یہ دونوں پولٹری فارم خالی ہیں اور رہائشی علاقے میں نہیں ہیں۔ ایک بدر پولٹری فارم ہے، جس کی گنجائش 1500 ہے لیکن یہ خالی ہے۔ یہ پولٹری فارم چک سے باہر ہے اور دوسرا پولٹری فارم بھی رہائشی علاقوں سے دور ہے۔ اس کے علاوہ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کی 15 ٹیمیں ہیں۔ جو حیوانات اور پولٹری کی بیماریوں کے بارے میں ہیں جو باقاعدہ طور پر ہر ڈویژن / ضلع کی سطح پر کام کر رہی ہیں۔ تمام بیماریاں جیسے رانی کھیت، انفلوئنزا یا برڈ فلو وغیرہ ہیں ان تمام بیماریوں اور مرغی کی بیماریوں پر تحقیق بھی ہو رہی ہے اور ان کے علاج معالجہ کے لئے وہ ٹیمیں کام بھی کر رہی ہیں۔ اگر کسی کو کوئی شکایت ہے یا ان کی دیکھ بھال نہیں کی جا رہی تو وہ مجھے آگاہ کریں، ہم اس کی انکوائری کروا لیں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر 1548 رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا محمد افضل خان: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں مویشی پال فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1548 رانا محمد افضل خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں مویشی پال فارمز کتنے ہیں؟

(ب) فیصل آباد جہاں زمینیں تقسیم ہو جانے کے بعد زمیندار نہایت کمزور ہو چکا ہے، کیا حکومت مزید مویشی پال فارم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کوئی گورنمنٹ مویشی پال فارم نہ ہے۔ تاہم اس ضلع میں 200 کے قریب پرائیویٹ مویشی پال فارم ہیں۔

(ب) زمیندار حضرات پرائیویٹ فارم بنانے کے لئے محکمہ سے معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں جو فراہم کی جاتی ہیں۔ چونکہ پہلے سے ضلع فیصل آباد میں کوئی گورنمنٹ فارم نہیں ہے۔ حکومت پرائیویٹ فارمنگ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے فی الحال حکومتی شعبہ میں فوری طور پر کوئی مویشی پال فارم بنانا زیر غور نہ ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس علاقے میں ایک بھی تربیتی فارم نہیں بنایا لیکن فیصل آباد کے لوگوں نے 200 فارم بنائے ہیں جو میری اطلاع کے مطابق اب 200 سے بھی زیادہ ہیں۔ میرا ضمنی سوال صرف یہ ہے کہ جہاں 200 سے بھی زیادہ فارم ہیں وہاں انہوں نے ڈسپنسریاں بھی نہیں بنائیں تو کیا ان کی امداد کے لئے یہ ڈسپنسریاں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر رکھتے ہیں تو کب تک؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایک سپورٹس سروسز برائے لائیوسٹاک پروگرام ہے جس پر phasewise کام ہو رہا ہے۔ تین phases پر کام ہو چکا ہے اور چوتھے phase پر کام ہونا ہے۔ فیصل آباد میں ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی تفصیل میرے پاس ہے اگر کہیں تو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اگر ڈسپنسریاں کسی جگہ پر نہیں ہیں تو معزز رکن لکھ کر دیں ہم محکمے کو بتائیں گے کیونکہ لائیوسٹاک کا کام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے نہ کہ محکمہ لائیوسٹاک کے پاس ہے۔ مقامی ڈسپنسریاں بنانا اور دیکھ بھال کرنا ان کا کام ہے۔ البتہ پنجاب گورنمنٹ نے اضلاع کو ادویات کی مد میں پچاس کروڑ روپے کی رقم فراہم کر دی ہے جو بھیج دی گئی ہے۔ مزید ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر انتظام ویٹرنری ڈسپنسریاں بھی موجود

ہیں جس کی میرے پاس لسٹ موجود ہے۔اگر یہ کہیں گے تو پورے ضلع فیصل آباد کی تفصیل میں پڑھ دوں گا۔ اگر ان کے حلقے میں کہیں ضرورت ہے تو ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھیں گے تو وہ وہاں ڈسپنسری بنادیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین!اسی سوال سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے کہ گورنمنٹ کی زمینوں پر جو فارم بنے ہوئے ہیں جہاں مویشی پالے جاتے ہیں ان میں گھوڑے پالے جاتے ہیں۔بتایا جائے کہ وہ گھوڑے کس کام آتے ہیں، آیا ریس کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور کیا گورنمنٹ اس چیز کی اجازت دیتی ہے کہ گورنمنٹ کی ایسی زمینیں جہاں پر مویشی پالنے کے لئے فارم بنائے جائیں اور ان میں گھوڑے پالے جائیں تو وہ گھوڑے جو ریس کے کام آئیں،اس کے لئے حکومت نے کیااقدامات کئے ہیں؟

جناب چیئرمین: یہ گھوڑے پال سکیم تو بہت پرانی ہے جو rural areas میں چلتی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! پنجاب میں سرکاری طور پر گھوڑے پال کا کوئی فارم موجود نہیں ہے۔اگر کسی نے بنائے ہوئے ہیں تو وہ پرائیویٹ طور پر بنائے ہوئے ہیں۔ شیخوپورہ میں ہمارے ایک دوست نے بھی فارم بنایا ہوا ہے۔ سرکاری طور پر گھوڑوں کا پنجاب میں کوئی فارم ہے اور نہ ہی گھوڑے پال کی کوئی سکیم زیر غور ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔ جناب چیئرمین!آپ نے ابھی ایک حکم فرمایا تھا اور ایک کمیٹی بنائی تھی جو ہمارے صحافی دوست گیلری سے واک آؤٹ کر گئے تھے۔ ایک incident ہوا ہے کہ ایلیٹ فورس کے کچھ جوانوں نے سماء ٹی وی چینل کے ایک رپورٹر کو زدوکوب کیا ہے اور اسے مارا پیٹا ہے جو کہ زیادتی ہوئی ہے۔ ہم نے اپنے صحافی دوستوں کو یقین دہانی کرائی ہے کہ اس کا

پورا ازالہ کیا جائے گا۔ اب اس ضمن میں، میں چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں صحافی برادری کی پریس گیلری کمیٹی کے صدر اور سیکرٹری کو بھی شامل کیا جائے تاکہ proper کارروائی ہو سکے۔ ہم اسی بات پر صحافی بھائیوں کو ensure کروا کر واپس ہاؤس میں لے آئے ہیں کہ ہم ان کے خلاف proper کارروائی کریں گے اور کمیٹی اپنی سفارشات ہاؤس میں پیش کرے گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں ہم ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں تاکہ اس سلسلے میں کمیٹی جو بھی کارروائی کرے اس کی رپورٹ پھر ہاؤس میں بھی پیش کرے۔ کمیٹی میں ہمارے صحافی برادران کے نمائندگان بھی شامل ہوں گے۔ میں صحافی برادران کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ پچاس کروڑ روپے جانوروں کی ادویات کے لئے رکھے گئے ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ضلع فیصل آباد کے لئے ادویات کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے پچاس کروڑ روپے اس سکیم کے لئے رکھے ہیں۔ ابھی تو یہ رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے اس کی تفصیلات تو آگے آئیں گی اور جہاں جہاں ضرورت ہو گی وہاں یہ رقم استعمال ہو گی۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب چیئرمین! میں اس کی تفصیل لینا چاہتا ہوں کیونکہ ضلع فیصل آباد پنجاب کا تیسرا بڑا شہر ہے تو اس کے لئے کتنے روپے رکھے گئے ہیں؟

جناب چیئرمین: ضلع فیصل آباد کے لئے بھی رکھے گئے ہیں۔

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ضلع فیصل آباد کی میرے پاس تفصیل موجود ہے۔ وہاں پر ہسپتال اور ڈسپنسریاں بھی موجود ہیں اور ادویات کا جہاں تک تعلق ہے تو جانوروں کی ضرورت کے مطابق

رجسٹریشن ہوتی ہے اس کے مطابق پورے پنجاب میں ادویات فراہم کی جارہی ہیں۔ اگر ان کے حلقے میں کہیں مسئلہ ہے تو ہمیں آگاہ کریں ہم انہیں فراہم کروادیں گے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! ان کا ذرا خیال رکھ لیں۔

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): ضرور رکھیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ ''ضلع فیصل آباد میں کوئی گورنمنٹ مویشی پال فارم نہ ہے تاہم اس ضلع میں 200 کے قریب پرائیویٹ مویشی فارم ہیں۔'' غور کریں کہ ایک تو گورنمنٹ کے ہیں ہی نہیں اور باقی 200 پرائیویٹ فارموں والے اپنی من مانی کرتے ہیں۔ اُن 200 پرائیویٹ فارموں کے لوگوں کی وہاں اجارہ داری ہے جنہوں نے اپنی مرضی سے گوشت کی قیمتیں لگا رکھی ہیں۔ پولیس والا جاتا ہے تو جیب میں پیسے ڈال کر لے آتا ہے۔ وہاں پر 350/380 روپے کے قریب بکرے کا گوشت فروخت ہو رہا ہے۔ یہ اجارہ داری تب ہی ختم ہوگی جب گورنمنٹ اس کے مقابلے میں فیصل آباد میں اپنا فارم بنائے گی۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ وہ اس پر نظر ثانی کریں۔ اس حوالے سے جو پچاس کروڑ روپے رکھے ہوئے ہیں تو فیصل آباد میں بھی ایک فارم بنا دیا جائے تاکہ فیصل آباد والوں کو بھی تھوڑا سا relief مل جائے۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! فیصل آباد کا خصوصی خیال رکھیں۔

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ فیصل آباد تو ریسرچ کا ایک گڑھ ہے، ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور فیصل آباد ایگریکلچر یونیورسٹی موجود ہے جہاں پر ویٹرنری سائنسز کا پورا شعبہ ہے جو ریسرچ کا کام کر رہا ہے۔ جہاں تک گوشت کی کمی کا مسئلہ ہے تو حکومت گوشت کا کام نہیں کرتی، وہاں کے TMAs کے پاس یہ اختیارات ہیں جو اس کے بارے میں دیکھتے ہیں۔ اس طریقے سے حکومت کمرشل فارم نہیں بنا رہی البتہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ پورے پنجاب میں ہر جگہ موجود ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئر مین! جن فارموں سے دودھ آتا ہے، آتے آتے وہ لوگ اس میں نہروں کا پانی ملا دیتے ہیں، ایمان سے اس میں مینڈک تک نکل آتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں خود دودھ لائی ہوں اس میں سنگھاڑے کا ملا ہوا آٹا نکلا ہے اس کے لئے کوئی آلہ بھی ہونا چاہئے کہ دودھ کو کیسے چیک اور ناپا جاتا ہے۔ آج کل ہر چیز کا میٹر موجود ہے جیسے بیماریوں کا تھرموسٹیٹ ہے۔ اگر اس کو چیک کرنے کے لئے آلے موجود ہیں تو کیوں نہیں اس کے لئے کمیٹی بنائی جاتی؟

جناب چیئر مین: اصل بات یہ ہے کہ دودھ کو چیک کرنے کے لئے ضلعی گورنمنٹ کے TMAs یا ٹاؤن ناظمین کے انسپکٹر ہوتے ہیں جو اس کو سپیشل چیک کر کے اس کی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب اس سلسلے میں آپ کیا کر سکتے ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چیک اینڈ بیلنس تو ذرا ٹھیک کر دیا جائے۔

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئر مین! دراصل دودھ میں یا غذائی اجناس میں جو ملاوٹ ہے اس کو تحصیل ٹاؤن ایڈمنسٹریشن نے چیک کرنا ہوتا ہے لیکن یہ لائیوسٹاک محکمے کا کام نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: منسٹر صاحب کے جواب کا ہی پتا نہیں چلتا کہ انہوں نے کیا بولا ہے اور کیا نہیں؟

جناب چیئر مین: محترمہ! انہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ کو خالص دودھ مل جایا کرے گا۔ اگلا سوال نمبر 1562 راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1587، محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1588 بھی محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1685، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1821 محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1822 چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال

نمبر1823 جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1824 ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذاpendingکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1825 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pendingکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1826 چودھری عبداللہ یوسف صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1852 جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1857 بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1901 ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذاpendingکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر1913 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے!۔۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2321 رانا محمد افضل صاحب کا ہے! جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: سوال نمبر2321۔

مویشی فارمرز کے لئے گائیڈ بک کی فراہمی

*2321: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے چھوٹے مویشی فارم بنانے کے لئے ایسی فزیبلٹی رپورٹ تیار کروائی ہے جو ایسے فارم بنانے کے لئے گائیڈ ثابت ہو؟

(ب) کیا ایسی فزیبلٹی رپورٹ بنائی گئی ہے جو 25سے 50 گائے یا بھینس کو دودھ کے لئے پالنے کا مکمل منصوبہ مع نقشہ جات کے زمیندار کو مل سکتی ہو؟

(ج) اگر ہاں تو کہاں سے مل سکتی ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت زمیندار کی سہولت کے لئے ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے اگر ڈیری فارمنگ کے لئے جانوروں کی تعداد میں کمی بیشی درکار ہو تو ضلعی لائیوسٹاک آفیسر سے رابطہ کرنے پر فزیبلٹی رپورٹ میں ردوبدل کروایا جاسکتا ہے۔ڈیری فارمنگ کے لئے نقشہ جات دستیاب اراضی کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہر تعمیرات سے تیار کروانا ہوں گے۔

(ج) ڈیری فارمنگ کے لئے 25 جانوروں کی بنیادی فزیبلٹی رپورٹ مویشی پال حضرات کی سہولت کے لئے محکمہ لائیوسٹاک میلہ مویشیاں، کسان میلہ، فارمرز ڈے، فارمرز ٹریننگ ورکشاپ پر مفت تقسیم کرتا ہے جبکہ یہ فزیبلٹی رپورٹ شعبہ اطلاعات ونشریات لائیوسٹاک کمپلیکس 16کوپر روڈلاہور سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔خواہشمند حضرات کو فری لائیوسٹاک ہیلپ لائن0800-78686اور0800-78685پر رابطہ کرنے پر بذریعہ ڈاک بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں مطمئن ہوں، وزیر صاحب نے بہت اچھا اور بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 2472 چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، اگلا سوال نمبر2473بھی چودھری محمد اسداللہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر2666 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

میں صحافی برادران کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے رہا ہوں۔ اس کمیٹی میں صدر پریس گیلری، سیکرٹری پریس گیلری، رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون، محترمہ زیب جعفر صاحبہ، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، محترمہ سکینہ شاہین، یہ کمیٹی بنا دی ہے اور یہ کمیٹی اس سلسلے میں انکوائری کرے اور رپورٹ پیش کرے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس کے لئے کوئی ٹائم فریم مقرر کر دیں کہ اتنے دنوں میں کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے۔ خواہ اس کا ٹائم پندرہ دن ہی کیوں نہ ہو، اگر ان کو مزید وقت درکار ہو گا تو وہ اس وقت کو مزید extend کروالیں گے لیکن time limit ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، مجتبیٰ صاحب! اس سلسلے میں کوئی time limit مقرر کر دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات و تعلیم اور ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب اس وقت ہاؤس میں تشریف فرما نہیں ہیں وہ سپیکر صاحب کے چیمبر میں اپوزیشن سے مذاکرات کر رہے ہیں، میں ان سے بھی پوچھ لیتا ہوں اور اپنے صحافی بھائیوں سے بات کر کے آج ہی ہم اس کی میٹنگ رکھ لیتے ہیں یا کل اس کی میٹنگ رکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صدر پریس کلب اور سیکرٹری سے مل لیتے ہیں اور رانا صاحب سے ملاقات کر کے آج یا کل میٹنگ کے وقت کا تعین کر لیتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات و تعلیم اور ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کمیٹی میں خواجہ عمران نذیر کو بھی شامل کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی کے کنوینر وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان ہوں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جو مذاکراتی ٹیم ہے اور جنہوں نے ان سے مذاکرات کئے تھے کم از کم ان کو پہلے ہی اس کمیٹی میں ہونا چاہئے تھا کیونکہ انہوں نے ان کے ساتھ کچھ معاملات طے کئے ہوں گے، کچھ discussion کی ہو گی۔ یہ پہلی دفعہ ایسی کمیٹی ہے جن کو آپ نے کمیٹی بنا کر ان کے پاس بھیجا ہے اور ان کا نام دیا نہیں اور دوسروں کے نام دے دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین: مقصد تو مسئلے کا حل درکار ہے۔ ان لوگوں کی مہربانی ہے کہ جو تشریف لے کر گئے تھے۔ ہم نے یہ higher level کی کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں سینئر لوگ شامل ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! جن لوگوں نے ان سے بات کی ہے اور ان کے ساتھ کچھ معاملات طے کئے ہیں۔ انہی کی recommendation پر انہوں نے کہا کہ کمیٹی بننی چاہئے۔ جن لوگوں نے کمیٹی بنانے کے لئے request کی ہے آپ نے ان کے نام ہی شامل نہیں کئے۔

جناب چیئرمین: ان کے نام بھی اس کمیٹی میں شامل ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جو مذاکرات کرنے گئے تھے انہی کے کہنے پر آپ کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں۔ جو کمیٹی suggest کر رہے ہیں، جنہوں نے ان کے ساتھ بات کی ہے آپ نے ان کے نام ہی کاٹ دیئے ہیں۔ صحافی صاحبان واپس تشریف لائے اور انہوں نے ان کے ساتھ مذاکرات کئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ان کے ساتھ commitment ہوئی ہے کہ ہم ہاؤس کی کمیٹی بنا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ ہم انشاءاللہ ان کو بھی کمیٹی میں شامل کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: انشاءاللہ کی کیا بات ہے؟

جناب چیئرمین: ان کو کمیٹی میں شامل کرتے ہیں، آپ مطمئن رہیں۔ انشاءاللہ۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! محترم نوانی صاحب بغیر تصدیق کے یہ بات کہہ رہے ہیں، خواتین میں وہی شامل ہیں جو باہر گئی تھیں۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی میں وہ خواتین شامل ہیں جو ان کے ساتھ باہر گئی تھیں۔ محترمہ زیب جعفر صاحبہ اور عارفہ خالد صاحبہ ان کے ساتھ گئی تھیں۔ سکینہ شاہین صاحبہ بھی شامل تھیں ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا ہے۔ محترم نوانی صاحب! میری گزارش ہے کہ آپ نے جو بات کی ہے اس میں ہم نے شامل کیا ہے۔ چونکہ یہ لیڈیز کا مسئلہ تھا اور تین لیڈی ممبرز ان کے ساتھ گئی تھیں اور ہم نے ان تینوں کو اس کمیٹی میں ممبر بنایا ہے۔ اس میں، میں خواجہ عمران نذیر جو کہ میڈیا کو آرڈینیٹر ہیں ان کو بھی شامل کرتا ہوں کیونکہ وہ میڈیا سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ اس مسئلے کو بہتر طریقے سے حل کرا سکیں گے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میری تحصیل سانگلہ ہل میں شفاخانہ حیوانات میں تین ماہ سے ویٹرنری ڈاکٹر کی سیٹ خالی ہے اور میرا دیہاتی علاقہ ہے۔ چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں جو مال مویشی پال کر اپنا گزارا کرتے

ہیں۔ وہاں پر جانوروں کو حفاظتی ٹیکے بھی نہیں لگائے گئے۔ غریب زمینداروں کے جانور بیمار ہو رہے ہیں اور اس بات کی اطلاع میں نے جناب سیکرٹری لائیو سٹاک اور ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کو اپنے لیٹر پیڈ پر لکھ کر دی ہے کہ تین ماہ سے کوئی ڈاکٹر نہیں ہے اور غریب زمیندار پریشان ہیں۔ میری بااختیار سیکرٹری صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ وہاں پر کوئی ڈاکٹر تعینات کر دیں اور وزیر موصوف کوئی حکم صادر فرمائیں تاکہ جلدی سے جلدی کوئی ڈاکٹر تعینات کیا جائے۔ مہربانی شکریہ

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لائیوسٹاک ڈیپارٹمنٹ میں سات سو ویٹرنری ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ ہم نے پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجی ہوئی ہے۔ جونہی پبلک سروس کمیشن ان کی recommendation کرتا ہے ڈاکٹروں کی تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔ اس کے علاوہ بھی سیکرٹری لائیو سٹاک نے پروگرام بنایا ہے کہ فوری ریکروٹمنٹ کر کے جتنی بھی اسامیاں خالی ہیں۔ انہیں پُر کیا جا رہا ہے اور جو میرے فاضل دوست نے کہا ہے تو میں لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کو حکم کرتا ہوں کہ وہ اس سیٹ کو فوری طور پر fill کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! ان کی پریشانی دور کریں کیونکہ ہمارے ایم پی اے صاحب بہت پریشان ہیں۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): دوسری گزارش یہ ہے کہ اس سال دو ارب روپے لائیو سٹاک کی ترقی کے لئے رکھے گئے ہیں جس میں سے پنجاب میں گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 500 ملین روپے، جانوروں کی بیماریوں کی تشخیص اور کنٹرول کے لئے 50 ملین یعنی پانچ کروڑ روپے، جانوروں کی خوراک کو بڑھانے کے لئے 45 کروڑ روپے، extension & communication کے لئے پانچ کروڑ، جانوروں کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے 25 کروڑ روپے اور پنجاب میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ نئے اقدامات کے لئے پانچ کروڑ اور مرغبانی کی ترقی کے لئے 25 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 150 ویٹرنری آفیسروں کی تعیناتی کے لئے بھی حکم دیا گیا ہے تاکہ جہاں جہاں ویٹرنری ڈاکٹروں کی کمی

ہے وہاں پر یہ ڈاکٹر تعینات کر دیئے جائیں۔ میرے بھائی نے جو نشاندہی کی ہے تو میں محکمہ کو حکم دیتا ہوں کہ وہ فوری طور پر یہاں تعیناتی کرے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

محترمہ طیبہ ضمیر: شکریہ۔ جناب چیئر مین! کل ایک ناخوشگوار واقعہ اسمبلی میں رونما ہوا جس میں so-called opposition کی ایک رکن نے سستی شہرت کے حصول کے لئے ایک ناپاک جسارت کی جس میں چودھری عبدالغفور صاحب بالکل بے گناہ ہیں۔ اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ تحقیق کرے کہ اس عورت یا خاتون نے از خود کوشش کی یا اس کے پیچھے چودھری پرویزالٰہی صاحب محرک ہیں یا ان کی پارٹی کے چند لیڈر ہیں جنہوں نے یہ گستاخانہ روش اختیار کر کے ایوان کے تقدس کو پامال کیا۔ اس معاملہ کی تحقیقات سامنے لائی جائیں۔ چودھری عبدالغفور صاحب وزیر جیل خانہ جات کا یہ reaction کا action تھا یعنی "عمل کا ردعمل" تھا۔ اگر میں یہاں پر موجود ہوتی تو میں اس نقاب پوش کو بے نقاب کرتی کہ جس نے اس ایوان کے تقدس کو مجروح کیا ہے۔ اس پر فی الفور ایک کمیٹی تشکیل دی جائے کہ از خود یہ خواتین اس قسم کی سستی شہرت کے لئے حرکتیں کرتی ہیں یا ان کے پیچھے کوئی محرک ہوتا ہے یا کوئی ان سے کرواتا ہے۔ میں اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتی ہوں جو اپوزیشن کی طرف سے کل ایوان کے اندر حرکات سامنے آئی ہیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ question hour چل رہا ہے اور اس پر بار بار پوائنٹ آف آرڈر آ رہے ہیں تو پہلے سوالات کو ختم کر لیا جائے تاکہ باقی ایجنڈے پر آگے چلا جائے۔

جناب چیئر مین: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئر مین! میں باقی سوالوں کے جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئر مین: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ میں خواتین کی ملازمت کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*2666: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ لاہور میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا کتنا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں سال 2007 کے دوران کتنی خواتین کو ملازمت دی گئی نیز ملازمت دی گئی خواتین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محکمہ میں ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2007 کے دوران رکھی گئی خواتین کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب کی مروجہ ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے مطابق تمام سرکاری اداروں بشمول محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور میں خواتین کا کوٹا تشہیر شدہ اسامیوں کا 5 فیصد ہے۔

(ب) محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب (شعبہ تحقیق) میں دوران سال 2007 جن خواتین کو ملازمت دی گئی ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔گریڈ 16 اور 17 کی تمام خواتین کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جب کہ گریڈ 1 کی اسامی پر حکومت پنجاب کی وضع کردہ بھرتی پالیسی کے تحت بھرتی کیا گیا۔

(د) جی نہیں۔تمام خواتین کو میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا ہے۔

لائیو سٹاک فارم کھیری مورت (اٹک) کا قیام و دیگر تفصیلات

*2672: ملک خرم علی خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لائیو سٹاک فارم کھیری مورت (اٹک) کب قائم کیا گیا اس کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس وقت اس فارم پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے، کس بناء پر خالی ہیں؟

(د) اس فارم میں کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) اس فارم نے آج تک جانوروں کی نسل کشی کے سلسلہ میں جو اقدامات اٹھائے ہیں، اس کی تفصیل بیان کریں؟

(و) اس فارم کے زیر استعمال زمین کتنی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لائیو سٹاک فارم کھیری مورت ضلع اٹک 1962 میں ویسٹ پاکستان ایگریکلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے قائم کیا۔

1972 سے لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور کے تحت کام کر رہا ہے۔

اغراض و مقاصد:

1۔ بارانی حالات میں گائیوں، بھیڑوں، بکریوں وغیرہ کی بہتر خوراک، نسل کشی اور دیکھ بھال پر تحقیق اور مختلف نسلوں کی ترقی

2- چراگاہ کے مختلف غذائی وسائل (گھاس جھاڑیوں اور چارہ دار درختوں) کا غذائی تجزیہ بغیت پر تحقیق و ترقی
3- جانوروں میں طفیلی کرموں کے امراض کی تشخیص اور ان سے بچاؤ کی تدابیر کرنا۔
4- بارانی علاقہ کے پیشہ ورانہ عملہ، ماتحت عملہ اور مویشی پال حضرات کی تربیت۔
5- بارانی حالات میں حیوانات کی پرورش اور پیداوار کی اقتصادیات معلوم کرنا

(ب) فارم کھیری مورت میں جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس فارم پر درج ذیل جانور ہیں، جن کی تعداد درج ذیل ہے:-

گائیں		بھیڑیں	
دھنی	103	سالٹ رینج	611
لوہانی	70	کراکل	4
سرخ سندھی	59	عواصی کراس	4
چولستانی	58	میزان	619
مخلوط (کراس)	74	بھینس	7
میزان	364		
بکریاں		اونٹ	28
لوکل ہیری	78	گھوڑے / گدھے	15
بیتل	287		
بیتل کراس	95		
میزان	460		

(ہ)

1- نسل کشی کے لئے گائیں، بھیڑوں اور بکریوں کے نر جانور مویشی پال حضرات کو فراہم کئے جاتے ہیں۔

2- بارانی دیہی ترقیاتی منصوبہ کے تحت بارانی علاقے میں تقریباً 700 سانڈ بیل نسل کشی کے لئے فراہم کئے گئے۔

3- فارم پر لائے گئے مادہ جانوروں کے لئے اعلیٰ نسل کے نر جانوروں سے ملائی کی سہولت مفت فراہم کی جاتی ہے۔

4- مصنوعی نسل کشی کی سہولت فارم پر لائے گئے جانوروں کے لئے فراہم کی جاتی ہے۔

5۔ فارم کے اردگرد دیہات میں مویشی پال حضرات کو مویشی پروری اور گلہ بانی کے متعلق مشاورت اور علاج معالجہ میں مدد فراہم کی جاتی ہے۔

6۔ ادارہ میں موجود تشخیص لیبارٹری کے ذریعے بیماریوں کی تشخیص کر کے مناسب علاج معالجہ کی سفارش کی جاتی ہے۔

7۔ فیڈمل کے ذریعے متوازن خوراک (انمول ونڈا اور انمول فیڈ بلاک) تیار کر کے کسانوں کو بغیر نفع نقصان کے فروخت کی جاتی ہے۔

8۔ کسانوں کو جانوروں کی پرورش اور نسل کشی کے متعلق تربیت فراہم کی جاتی ہے۔

9۔ دو سالہ لائیوسٹاک اسسٹنٹ ڈپلومہ کورس کروایا جاتا ہے۔

(سال 08-2007 کے دوران فراہم کی گئی خدمات کی تفصیل بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د)

کل رقبہ 12533 ایکڑ، محکمہ ڈیفنس کو دیا گیا: 3793 ایکڑ،

فارم کے زیر استعمال: 8740 ایکڑ

تحصیل شاہپور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں سے متعلقہ تفصیلات

*2863: محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا میں محکمہ کے کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں کس کس گریڈ کی اسامیاں خالی ہیں نیز یہ اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(ج) ان ویٹرنری سنٹروں اور ہسپتال کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی تھی؟

(د) ان سنٹروں اور ہسپتال میں حکومت ویٹرنری آفیسر کی خالی اسامیاں کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا میں محکمہ کے ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد 3 اور ڈسپنسری ایک ہے جو کہ (شاہپور، گوندل، جھاوریاں اور جلال پور) میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں کسی گریڈ کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) ان ویٹرنری سنٹروں اور ہسپتالوں کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران رقم سالانہ درج ذیل فراہم کی گئی:-

سال	تنخواہ	ادویات
2007-08	1171320	20000
2008-09	1194156	20000
ٹوٹل:-	2365476	40000

(د) ویٹرنری آفیسر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

پی پی-165 شیخوپورہ، لائیوسٹاک فارمز سے متعلقہ تفصیلات

*3024: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حلقہ پی پی-165 ضلع شیخوپورہ ایک دیہی حلقہ ہے، اکثر لوگوں کا ذریعہ معاش مویشی پالنا اور ان کے دودھ و گوشت کی پیداوار پر مبنی ہے، اگر ہاں تو اس حلقہ میں کتنے لائیوسٹاک سنٹر قائم ہیں اور کتنے مزید سنٹروں کی ضرورت ہے؟

(ب) حکومتی تخمینہ جات کے مطابق مذکورہ حلقہ میں کتنے سنٹروں کی ضرورت ہے اور کتنے سنٹروں کے لئے اس سال بجٹ رکھا گیا ہے اور بقیہ سنٹروں کے قیام کے لئے حکومت کب تک فنڈز کی فراہمی کے لئے تیار ہے، تفصیلاً تحریر فرمائیں؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں مذکورہ حلقہ کے ان سنٹروں کے قیام اور ادویات کی فراہمی کے لئے سال وار کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔165 ضلع شیخوپورہ کا دیہی حلقہ ہے اور اکثر لوگوں کا ذریعہ معاش مویشی پالنا ہے اور اس حلقہ میں مندرجہ ذیل ویٹرنری ہسپتال / ویٹرنری سنٹرز موجود ہیں۔

1۔ سول ویٹرنری ہسپتال برج اٹاری
2۔ سول ویٹرنری ہسپتال شرقپور شریف
3۔ ویٹرنری سنٹر ڈھانہ
4۔ ویٹرنری سنٹر ناظر لبانہ
5۔ ویٹرنری سنٹر منڈیانوالا
6۔ ویٹرنری سنٹر سہجووال
7۔ ویٹرنری سنٹر ڈھاکے
8۔ ویٹرنری سنٹر قریشیانوالہ
9۔ ویٹرنری سنٹر اسلام نگر
10۔ ویٹرنری سنٹر ممبرانوالہ
11۔ ویٹرنری سنٹر کوٹ محمود
12۔ ویٹرنری سنٹر فیض پور کلاں

مزید برآں حکومت پنجاب کی منظور کردہ ترقیاتی سکیم سپورٹ سروسز فار لائیو سٹاک فارمرز کے تحت مندرجہ ذیل ویٹرنری ڈسپنسریاں حلقہ پی پی۔165 میں تعمیر کی جا رہی ہیں:۔

1۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری ترڑے والی
2۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری چک نمبر 23
3۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری سہجووال
4۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری ناظر لبانہ
5۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری بھوتی پور
6۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری سامولانہ
7۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری گوئندا

اس کے علاوہ تحصیل شرق پور شریف میں موبائل ویٹرنری ڈسپنسری حکومت پنجاب نے اسی سکیم کے تحت مہیا کی ہے جو کہ فارمرز حضرات کے جانوروں کو موقع پر دیکھ کر علاج معالجہ کی سہولت مہیا کر رہی ہے۔

(ب) صوبائی حلقہ پی پی۔165 ضلع شیخوپورہ میں مزید ویٹرنری سنٹرز کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران حلقہ پی پی۔165 میں درج ذیل مالیات کی ادویات فراہم کی گئی ہیں:۔

نمبر شمار	سال	رقم فنڈز
-1	2003-04	600000
-2	2004-05	600000
-3	2005-06	700000
-4	2006-07	700000
-5	2007-08	700000

ضلع شیخوپورہ میں حکومت پنجاب نے سپورٹ سروسز فار لائیو سٹاک فارمرز ترقیاتی سکیم کے تحت سول اور ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے ہیں:۔

سال	فنڈز
2006-07	38.649ملین(روپے)
2007-08	25.000ملین(روپے)

ضلع لاہور میں محکمہ کے فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3071: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ کے کتنے فارمز ہیں ان کا کتنا رقبہ ہے، علیحدہ علیحدہ فارم وائز آگاہ کریں؟

(ب) ان فارموں پر08۔2007اور09۔2008میں کتنے کتنے مویشی تھے کیاان مویشیوں میں اضافہ ہورہاہے یا کمی ہورہی ہے اگر کمی ہورہی ہے تو اسکی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) ان فارموں کو مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے انکی تفصیل سال وائز فراہم کریں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام صرف ایک فارم گورنمنٹ تجرباتی رکھ ڈیرہ چاہل بیدیاں روڈ پر واقع ہے۔اس کا رقبہ 705ایکڑ ہے جس میں سے 150ایکڑ NIABکے زیر انتظام ہے۔

(ب) فارم ہذا پر2اقسام کے جانور دوغلی نسل کی گائیں اور نیلی راوی بھینسیں موجود ہیں مذکورہ دونوں سالوں میں جانوروں کی کل تعداد402رہی ہے مویشیوں کی تعداد میں اضافہ / کمی نہ ہوئی ہے۔

(ج) فارم ہذاپر اخراجات اور آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	اخراجات(ملین)	آمدن(ملین)
2007-08	18.06	8.726
2008-09	18.26	9.323

ضلع لاہور کے فارمز کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3072: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور کے فارمز کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے زیر استعمال ہے اور کتنے کتنے عرصہ سے،ان کے نام اور پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا محکمہ مذکورہ رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس فارم کی اراضی پر کسی کا ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ب) فارم ہذا کی اراضی پر کسی کا ناجائز قبضہ نہ ہے۔

ضلع اوکاڑہ، بہاولنگر میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*3259: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع اوکاڑہ اور بہاولنگر میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 2006 تا 2008 کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے، کیا ان اقدامات سے گوشت کی پیداوار بڑھی یا کم ہوئی اگر کم ہوئی تو اسکی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

ضلع اوکاڑہ میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے محکمہ ہذا نے بہت سے اقدامات کئے جن کی وجہ سے مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہر گاؤں تحصیل اور ضلع کی سطح پر خود آگاہی پروگرام تشکیل دیئے گئے جس میں کمرشل اور گھریلو مرغبان حضرات کو مفت مشورے دیئے گئے بیماری کی تشخیص بذریعہ پوسٹ مارٹم اور لیبارٹری ٹیسٹوں کے ذریعے کی گئی ایک ماہ میں اوسط 250 پوسٹ مارٹم کئے جاتے ہیں اور مختلف وبائی امراض کے لئے وسیع پیمانے پر مختلف بیماریوں کی ویکسین مہیا کی گئی جس کی وجہ سے وبائی امراض پر کنٹرول ہوا اور مرغی کے گوشت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ ان کے علاوہ برڈ فلو سے بچاؤ کے لئے حفاظتی اقدامات کئے ان اقدامات کی وجہ سے ضلع اوکاڑہ میں مرغی کا گوشت مارکیٹ میں مناسب داموں فروخت ہوتا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کسانوں کو پولٹری فارم بنانے کی ترغیب کے لئے فارمز ڈے منعقد کئے گئے، مرغی کے گوشت کی پیداوار میں کمی ہوئی۔

وجوہات:۔

خوراک کی قیمت میں اضافہ، چوزوں کی قیمت میں اضافہ، بہاولنگر کے موسمی اثرات، کنٹرولڈ شیڈ لگانے کے انتظامات کا نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔

پوائنٹ آف آرڈر

حلقہ پی پی۔165 شیخوپورہ میں لائیوسٹاک کے فارمز کے بارے میں سوال کے غلط جواب کی فراہمی

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بھی ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ یعنی مویشی پالنے کے بارے میں گزارش کر رہا ہوں۔ میں وزیر موصوف صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آج کے سوالوں کے جواب میں میرے حلقہ سے متعلق جو اعداد و شمار دیئے ہیں یہ کلی طور پر غلط ہیں۔ میں on the floor یہ بات کر رہا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ question hour extend کر دیں تب تو یہ بات بالکل ہونی چاہئے۔۔۔

جناب چیئرمین: میں نے یہ بالکل کہا ہے کہ question hour کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے میں یہ بات ان سے کہنے والا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: میری گزارش یہ ہے کہ floor پر جو سوال آیا ہے تو اسے سن لیں یا مجھے سن لیں۔

جناب چیئرمین: اب question hour تو ختم ہو گیا ہے وہ تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):پوائنٹ آف آرڈر پر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے اسمبلی میں جو جواب دیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے رقم کی فراہمی کے بارے میں بات کی ہے، ڈسپنسری یا سنٹر یہاں پر بنائے ہوئے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس محکمہ کے جس ذمہ دار افسر نے یہ غلط اعداد و شمار اس معزز ایوان میں دیئے ہیں تو میری بات کو تصدیق فرما کر بعد از تحقیقات ان کے خلاف ایکشن لیا جانا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں ویٹرنری سنٹر ساجووال موجود ہے اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ سول ویٹرنری ڈسپنسری ساجووال میں قائم کی جارہی ہے۔ ایک گاؤں جو چار ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے، جہاں پر ابھی تک کوئی ڈسپنسری موجود ہے، کوئی سول ویٹرنری ہسپتال ہے اور نہ ہی کوئی سنٹر ہے تو یہ کیوں غلط figure دے رہے ہیں؟ زیادہ تر سنٹر اور ڈسپنسریوں میں تو عملہ ہی موجود نہیں ہے۔

دوائی کے حوالے سے on the floor یہ بات کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں کہیں پر کسی بھی ایک مویشی مالک کو ایک بھی مفت ٹیکہ ویٹرنری ڈسپنسری یا سنٹر کے عملے نے لگایا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل دیانتداری سے بات کرتے ہیں۔ آج تک ایک انجکشن بھی کسی زمیندار کے جانور کو مفت نہیں لگایا گیا۔ یہ بالکل غلط figure دی گئی ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے مل لیں اور جیسے آپ نے کہا ہے تو وہ مکمل تفصیلات انہیں فراہم کریں۔ اگر کسی نے کوئی غلط information دی ہے تو منسٹر صاحب ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں وہ بات کر رہا ہوں جو ریکارڈ پر ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا جس کا منسٹر صاحب جواب دیں گے اور میں نے بھی کہہ دیا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! question hour ختم ہو گیا ہے اور تمام سوالوں کے جواب دے دیئے گئے ہیں۔ منڈا صاحب نے جو point out کیا ہے تو میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر کوئی specific complaint ہے تو یہ مجھے بتائیں۔ ہم اس کی انکوائری کروائیں گے۔ Medicine ڈسٹرکٹ گورنمنٹ والے دے رہے ہیں اور لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ as such اپنے طور پر کہیں ڈسپنسریوں یا ہسپتالوں کو دوائی نہیں فراہم کر رہا۔ پورے پنجاب میں collective رقم متعلقہ ضلع میں جانوروں کی تعداد کے حساب سے دے دیتے ہیں اور دوائیاں فراہم کر دیتے ہیں۔ بجٹ براہ راست ان کو دے دیتے ہیں۔ وہاں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ٹینڈر کرتی ہیں اور دوائیاں خرید کر اپنے ہسپتالوں کو فراہم کرتی ہیں۔ اگر شیخوپورہ کی کوئی local complaint ہے کہ کہیں ادویات نہیں مل رہیں یا کہیں ڈسپنسری میں کوئی شکایت ہے تو یہ اس بارے میں specific complaint کر دیں ہم اس کی مکمل انکوائری کروائیں گے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی ہو گی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب چیئرمین! پرسوں یہاں پر یونیورسٹی کے ملازمین احتجاج کرتے ہوئے آئے تھے تو سپیکر صاحب نے مجتبیٰ شجاع الرحمن اور ہم میں سے کچھ لوگوں کو نیچے ان سے ملنے کے لئے بھیجا تھا مگر وہ لوگ جا چکے تھے۔ آج وہ دوبارہ نیچے آئے ہیں تو اگر آپ کی اجازت ہو تو آپ منسٹر صاحب سے کہیں کہ دوبارہ ان کی بات سن کر آپ تک پہنچا دیں۔

جناب چیئرمین: جی، مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب! جیسے محترمہ نے کہا ہے کہ پچھلے دنوں بھی یونیورسٹی ملازمین نے احتجاج کیا تھا اور آپ ان کے پاس گئے تھے اور اس سلسلے میں ان سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ان کے مسائل حل کریں گے۔ آج پھر وہ آئے ہیں تو یا پھر اس سلسلے میں کوئی کمیٹی بنا دیں یا پھر ان سے مل لیں تاکہ ان کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔

وزیر آبکاری و محصولات / ٹرانسپورٹ / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئر مین! بات یہ تھی کہ سپیکر صاحب نے ہمیں بھیجا تھا لیکن جب ہم باہر گئے تو وہ لوگ احتجاج کر کے چلے گئے۔ اب معزز رکن بتا رہی ہیں کہ آج پھر وہ تشریف لائے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کوئی کمیٹی ہی بنا دیں تو ہم ابھی ان سے مل لیتے ہیں۔ آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو وہاں جا کر ان کے مسائل کو پوچھ کر آپ کو رپورٹ پیش کر دے۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے پھر اس کی ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں اور آپ ان سے مل بھی لیں۔ یہ کمیٹی ان کے تمام مسائل کو حل کرے گی۔ جی، ملک اختر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے فنانس (جناب محمد اختر ملک): جناب چیئر مین! ملتان میں قیام پاکستان کے بعد ایک نشتر ہسپتال بنا تھا۔ نشتر ہسپتال بلوچستان، سندھ، سرحد تک اور جنوبی پنجاب کے سارے علاقے کو صحت کی سہولتیں مہیا کر رہا ہے۔ ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ اس کی capacity اب کم ہو گئی ہے میں ہاؤس کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی extension ہونی چاہئے۔ دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ چھ ماہ سے وہاں پر عملے کی shortage ہے۔ میں نے چھ مہینے پہلے بھی اسمبلی میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی کہ اس کی S.N.E چھ ماہ سے سیکرٹریٹ کے دفتروں میں دھکے کھاتی پھر رہی ہے۔ اگر میں غلط نہیں ہوں تو مجھے جو خبریں ملی ہیں اور P.M.D.C کی requirement ہوتی ہے کہ اس میں سٹاف پورا ہونا چاہئے، پروفیسر پورے ہونے چاہئیں، اسسٹنٹ پروفیسر، لیکچرار، ڈاکٹر پورے ہونے چاہئیں۔ اگر پورا عملہ ہو تو P.M.D.C کی رجسٹریشن رہتی ہے اور اگر اس میں کمی ہو تو P.M.D.C کی رجسٹریشن بھی ختم ہو جاتی ہے اور ہمارے جو سٹوڈنٹس foreign country میں higher qualification کے لئے جاتے ہیں ان کی بھی رجسٹریشن ختم ہو جاتی ہیں۔ میری ہاؤس کی توسط سے یہ گزارش ہے کہ اس کی S.N.E کو جلد از جلد approve کر کے عملے کی کمی پوری کی جائے تاکہ آنے والے وقتوں میں higher qualification کے لئے ڈاکٹروں نے foreign country میں جانا ہوتا ہے تو ان کی مشکلات میں اضافہ نہ ہو بلکہ ان کی مشکلات کم ہوں۔ میں اس ہاؤس کی توسط سے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے کہ اس کی S.N.E کیوں

delay ہو رہی ہے؟ اگر نہیں تو کم از کم اسمبلی کی طرف سے ہمیں یہ message ضرور دینا چاہئے کہ نشتر ہسپتال کے معاملات جو اسمبلی میں، سیکرٹریٹ میں پھر رہے ہیں ان کو حل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ ایسا کریں کہ اپنے ہیلتھ منسٹر سے مل لیں اور یہ تمام تفصیلات ان کو بتائیں۔ ہم ان کو pass direction کر دیتے ہیں تاکہ آپ کے مسائل کو حل کیا جاسکے۔

رانا آصف محمود: جناب چیئرمین! آپ نے وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے۔ میرا سوال نمبر 2899 اور 2902 ہے، براہ مہربانی! انہیں pending فرمادیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ان کو pending کیا جاتا ہے، کوئی ایسی بات نہیں۔ جی، شیخ صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: دیکھیں رانا صاحب! میں نے ابھی floor شیخ صاحب کو دیا ہے ان کے بعد محترمہ اور پھر آپ بات کر لینا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میری صرف یہ گزارش ہے کہ آج کا دن سپیکر صاحب نے M.L.C کے cases پر بحث کے لئے رکھا تھا اور میری یہ Adjournment Motion admit ہوئی ہے جو انتہائی اہم ہے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ medico legal cases میں رپورٹیں delay ہوتی ہیں جن کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ضروری نہیں ہے honourable members بار بار کسی کمیٹی کا کہہ دیتے ہیں اور بات کہیں سے کہیں چلی جاتی ہے۔ آج ایک عجیب معاملہ یہ بھی ہوا کہ آپ نے ایک سوال کو declare کیا کہ یہ سوال پڑھا جائے۔ پندرہ بیس منٹ ادھر ادھر بحث ہوئی اور question hour ختم ہو گیا۔ میرا ابھی اس میں ایک سوال ضائع ہوا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ M.L.C پر بحث ہے جس میں سب نے حصہ لینا ہے اور ہر حلقے میں یہ مسئلہ بنا ہوا ہے، آپ کے حلقے میں بھی ہے کہ لوگوں کی میڈیکل لیگل کیسوں کی رپورٹیں ہیں جو چیلنج ہو جاتی ہیں، چھ چھ ماہ تک ڈاکٹرز اس کی رپورٹ نہیں دیتے اور لوگ پریشان پھرتے رہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس ہاؤس کو اس طریقے سے چلائیں کیونکہ کہیں ٹائم ختم نہ ہو جائے اور یہ اتنے اہم مسائل رہ نہ جائیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: اس پر ہم دیکھ لیتے ہیں اور آپ کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ ٹائم دیں گے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ابھی ایک صحافی بھائی کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے آپ نے ایک کمیٹی بنادی، میں سمجھتی ہوں کہ کمیٹی بنا کر بعد میں ان کو بلالیا کریں۔ ایلیٹ فورس پنجاب گورنمنٹ کے under آتی ہے ان کو suspend کر کے ایس ایس پی صاحب کو بلائیں اور ان کو کہیں کہ اس بات کا ازالہ کریں۔ اگر اسی طرح روز کمیٹیاں بنتی رہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ کسی کو اتنی جلدی انصاف نہیں ملے گا۔ یہاں پر اگر بات کی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ کمیٹی پر کمیٹی پتا نہیں کس کی پرچی نکلنی ہے اور کس کو انصاف ملنا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا معاملہ ہے، آپ کے under ہے اور لاء منسٹر صاحب کو کہیں کہ وہ ایس ایس پی کو کہیں کہ وہ ان کو suspend کریں۔ صحافی بھائیوں کو بلائیں اور پولیس والوں کو بھی بلا کر یہ بات ختم کریں تاکہ آئندہ کوئی سڑک پر کسی کے ساتھ زیادتی نہ کر سکے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / ٹرانسپورٹ / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین! ایسی بھی بات نہیں ہے۔ کمیٹی میں ایس ایس پی سے بھی بڑے پولیس آفیسران جیسے C.C.P.O یا دیگر افسران کو بلایا جائے گا۔ ہمارے لئے ہمارے صحافی بھائی انتہائی محترم ہیں کیونکہ اس وقت لاء منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے میں نے exact time نہیں دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم آج ہی پولیس کے متعلقہ افسران کو کمیٹی میں بلا کر آج ہی اس matter کو resolve کر دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

قواعد انضباط کار اور قواعد انصرام کار صوبائی اسمبلی پنجاب میں ترمیم کا مطالبہ

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آج اس معزز ہاؤس کی دو اہم چیزوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے جو ہماری اسمبلی کے قواعد انضباط کار جس وقت بنے تھے اس وقت ہاؤس کی تعداد آج کی تعداد سے آدھی سے بھی کم تھی۔ اُس وقت کے تقاضوں کو شاید یہ پورے کرتے

ہوں لیکن جو میرا پچھلے ایک سال کا تجربہ اور ذاتی مشاہدہ ہے اس کے مطابق یہ آج کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔اس میں خصوصی طور پر question hour کو ہی لے لیں۔جب ایک سوال ہوتا ہے اس پر ایک ایم پی اے محرک کی محنت، ڈیپارٹمنٹ جو اس سوال کا جواب دیتا ہے اس کی محنت، اسمبلی سٹاف جو اس پر کارروائی کرتا ہے اس کی محنت اگر اس کا اندازہ لگایا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ ان سوالوں پر کتنے ہزاروں روپے اور ٹائم خرچ ہوتا ہے۔لیکن ہوتا کیا ہے؟ اتنے بڑے ہاؤس میں وہ سوال بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ دو یا تین سوال ہوتے ہیں اور question hour ختم ہو جاتا ہے۔اسی طرح بجٹ پر آ جائیں، چار دن بجٹ پر بحث کے ملتے ہیں ان چار دنوں میں ہر ایم پی اے کا حق ہے کہ وہ سیر حاصل بحث کرے اور اپنے ذہن میں جو چیزیں اور تجاویز ہیں وہ دے لیکن وہ نہیں دے سکتا کیونکہ وقت کی پابندی آ جاتی ہے۔ پھر government assurance ہے، میں نے دیکھا ہے کہ ہر بات پر گورنمنٹ کی assurance آتی ہے کہ یہ کر دیا جائے گا لیکن کبھی بعد میں اس ہاؤس میں اس چیز کو follow up نہیں کیا جاتا۔ پھر ہماری سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں کہ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو جو اختیارات دیئے گئے ہیں ان میں مجھے نظر آتا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کا کوئی role ہی نہیں ہے۔ وہ صرف وہی چیزیں کر سکتی ہے جو ہاؤس اس کو دیتا ہے۔اگر آپ رولز آف بزنس میں جائیں، وفاق کی سٹینڈنگ کمیٹی کو دیکھیں یا باہر کے ملکوں کی اسمبلیوں کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو دیکھیں اور اگر ہم سٹینڈنگ کمیٹیوں کو اختیارات دے دیں تو ہمارے وزراء کا load کم ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہ اپنے باقی کاموں کو بہتر طریقے سے کر سکیں گے۔اسی طرح پارلیمانی سیکرٹری کا جو role ہے وہ بھی مجھے اس Rules of Procedure میں نظر نہیں آ رہا تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ان چیزوں کو revisit کیا جائے اور revisit کرنے سے پہلے ہاؤس میں اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے اس پر ہر ایم پی اے کو اجازت دیں کہ وہ بولیں، اپنی تجاویز دیں اور اس کے بعد اس کو amendment کے لئے لائیں۔ دوسرا point جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ Rules of Business of Provincial Assemnbly of the Punjab 1974 میں بنے تھے۔ میرا نہیں خیال کہ اس کے بعد وہ revise ہوئے ہیں یا وہ وقت حاضرہ کے مطابق ہیں۔آپ دیکھئے کہ وفاق اور صوبے کے Rules of Business میں جہاں پر گورنمنٹ define ہوتی ہے وہاں پر منسٹر کا نام آتا ہے اور اس

کے بعد اس کی جو division ہے یا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کا ذکر ساتھ آتا ہے یعنی کہ اس کے سیکرٹری کا ذکر آتا ہے دونوں مل کر گورنمنٹ بناتے ہیں اور اس طریقے سے منسٹر جو کہ پبلک کا نمائندہ ہے وہ وفاق میں اپنی input اچھی اور بہتر دیتا ہے اور اگر ہم یہاں کے Rules of Business کو دیکھیں تو جب گورنمنٹ کی definition آتی ہے تو وہاں پر منسٹر کا ذکر نہیں ہے اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ منسٹروں کے پیچھے ہم پھرتے ہیں، ہمارے پیچھے ہمارے ووٹر سپورٹر پھرتے ہیں لیکن کام نہیں ہوتا کیونکہ منسٹر بے بس ہیں، وہ گورنمنٹ کا حصہ تصور نہیں کئے جاتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

Rules of Business جو گورنمنٹ آف پنجاب بناتی ہے، یہ کیبنٹ کا کام ہے، اگر اسمبلی میں یہ قرارداد پاس کی جائے کہ Rules of Business کو revise کر کے وزراء کو بااختیار کیا جائے تاکہ جو کام اسمبلیوں کے اندر، ہاؤس کے اندر وزراء کر رہے ہیں وہ پارلیمانی سیکرٹریوں کو کرنا چاہئے۔ ہاؤس کے اندر ان کے ڈیپارٹمنٹ کا جو بھی کوئی مسئلہ ہو، وزراء کا کام پنجاب حکومت کے اندر اتنا واضح نہیں ہے اور اسی لئے پارلیمانی سیکرٹریوں کا کام واضح نہیں ہے اور اسی لئے سٹینڈنگ کمیٹیوں کا کام واضح نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ آپ ایک وقت مقرر کر دیں تاکہ اس پر ہر ایم پی اے، ہر معزز رکن اپنے خیالات پیش کر سکے۔ ہاؤس کے اندر جو واقعات ہوتے ہیں آپ کو بار بار کہنا پڑتا ہے کہ ہاؤس in order لائیں یا کوئی جھگڑا ہوتا ہے یا معزز ارکان کی بولنے کی جو تمنا ہوتی ہے وہ پوری نہیں ہوتی اسی وجہ سے ہاؤس کے اندر tension ہوتی ہے اور ہاؤس میں کارروائی اپنے انجام کو نہیں پہنچتی۔ اگر ہر آدمی کو بولنے کا وقت ملے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے اندر tension آئے گی۔ بلوچستان اسمبلی کے اندر دیکھئے کہ چونسٹھ ممبران ہیں اور وہاں پر بھی ستر دن اجلاس ہوتا ہے، آپ پشاور کی اسمبلی کو دیکھیں اس سے چوتھا حصہ ہے وہاں پر بھی ستر دن ہیں۔ سندھ کی اسمبلی کو دیکھیں اس سے آدھی ہے وہاں پر بھی ستر دن ہیں۔ یہاں پر تین سو اکہتر معزز ممبران کے لئے اگر آپ ستر دن کے منٹ بھی لگالیں تو چھ گھنٹے یا آٹھ گھنٹے کے اجلاس میں آپ بتائیے کہ کس کے حصے میں کیا آتا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

یہ ایک روایت یا precedence کی بات ہے۔ ستر دن کم سے کم دیئے گئے ہیں لیکن مجھے نہیں پتا کہ ہم کیوں ستر دن سے زیادہ اجلاس نہیں کر سکتے؟

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کے جواب کے لئے راجہ ریاض سے کہوں گا کہ وہ ہمارے سینئر منسٹر ہیں وہ اس سلسلے میں جواب دیں۔

میاں محمد رفیق: اساں وی کجھ کہنا اے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہم بھی اس موضوع پر بولنا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: میں نے راجہ صاحب کو floor دیا ہے۔ آپ ذرا بیٹھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ میجر صاحب ہمارے معزز ممبر ہیں انہوں نے جو بات کی ہے وہ بہت relevant ہے کیونکہ ہاؤس بہت بڑا ہو گیا ہے اور تمام ممبران اپنے حلقوں کے مسائل یا جو بھی issues ہیں ان پر بات کرنا چاہتے ہیں تو میری یہ تجویز ہو گی کہ ہاؤس کمیٹی یہاں پر ہے اس کو ہدایت کریں کہ وہ اس پر ورکنگ کرے اور کچھ معزز ممبران اس کمیٹی کے ساتھ بے شک اپنے خیالات کا اظہار کر لیں اور وہ اگلے اجلاس میں فائنل رپورٹ بنا کر آپ کے سامنے پیش کر دیں اور اس کے مطابق بیٹھ کر ورکنگ کر لی جائے لیکن میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں، ان کی بات بہت جائز ہے اور اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے، ہم اجلاس زیادہ کر سکتے ہیں ستر دن تو کم سے کم ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ دن بھی اجلاس کر سکتے ہیں، ستر دن سے بڑھا بھی سکتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں discuss ہو جائیں پھر ایک فائنل رپورٹ آ جائے جو ہاؤس کے سب پارلیمانی لیڈر بیٹھ کر اس کو discuss کر لیں اور پھر ہاؤس سے approve کروا کر اس طریق کار کے تحت اس کو چلایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب بھی بیٹھے ہیں ہم 1970 کی اسمبلی سے اکٹھے آ رہے ہیں تو میں آپ کے علم میں صرف یہ بات لانا چاہتا ہوں۔ سردار صاحب کو یاد ہی ہو گا کہ ویسے بھی اس ہاؤس کے پانچ سیشن تو پہلے ہی ہوتے ہیں۔ spring session, autumn

session, summer session, winter session and budget session. ایک دفعہ spring session یہاں شروع ہوا تھا اس وقت لوکل گورنمنٹ کا یہاں پر ایکٹ تھا۔ حنیف رامے صاحب یہاں چیف منسٹر تھے تو ستمبر تک اجلاس continue رہا اور اس اسمبلی کی آپ record دیکھ لیں تقریباً آٹھ، نو، دس مہینے سیشن رہا کرتا تھا۔ اب یہ ہے کہ ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمیں ستر دن سے cross نہیں کرنا تو اس لئے آپ خود ہی اندازہ کریں کہ جب session, in session ہوتا ہے ایڈمنسٹریشن پر، ہر ایک پر ایک پریشر ہوتا ہے اور اس سے آپ کے بھی کام آسانی سے ہوتے ہیں اور لوگوں کی بھی شنوائی ہو جاتی ہے تو اس لئے میری گزارش یہی ہے کہ یہ ستر دن جیسے راجہ صاحب نے فرمایا ہے یہ minimum ہیں اس سے ہم کم نہیں کر سکتے مگر اس سے زیادہ جہاں تک دل چاہے جا سکتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے، میں نے پہلے بھی کئی بجٹ سیشن میں کئی دفعہ یہ نکتہ اٹھایا ہے ۔ آپ 1988 کی اسمبلی بھی دیکھ لیں تب چار دن ملتے تھے۔ آج آپ نے اس سیشن میں reading کے لئے دو دن دیئے ہیں اور آپ خود اندازہ کریں کہ دو دن میں کیسے اتنی کتابوں کو go through کر سکتے ہیں؟ پہلے تو یہ secrecy ہوتی ہے، یہ فنانس منسٹر کے پاس ہوتا ہے، یہ ہمیں نہیں مل سکتا۔ دو دن دینے کا مقصد یہی ہوتا ہے، یہ ایک بہت پرانی رسم رہی ہے یہ انگریزوں کے وقت سے تھی کہ اگر ایک آدمی ایگریکلچرسٹ ہے تو اس کو ہیلتھ منسٹری دے دو تاکہ ہیلتھ میں اس کو کوئی سمجھ نہ آئے اور سیکرٹری کی اجارہ داری رہے۔ یہ اس وقت بھی تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج بھی یہی چیز ہوتی ہے کہ ہمیں دو دن دیئے جاتے ہیں تاکہ ہم یہ دیکھ نہ سکیں کہ بجٹ میں کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا تو اس لئے میں بارہا یہ بات کر چکا ہوں کہ ہمارا اب تین سو اکہتر کا ہاؤس ہے۔ آپ یہ ریکارڈ دیکھیں کہ جب اسّی کا یہ ہاؤس تھا تو چار دن debates کے لئے ملتے تھے، بیس ممبر فی دن تو آج اسی ratio سے آپ بیس دن نہ کریں، تیس دن کر دیں۔ اس کو آپ دیکھیں کہ ہمیں کم سے کم reading کے لئے کچھ دن تو دیئے جائیں اس وقت بجٹ بھی بہت مختصر ہوتا تھا۔ آج بجٹ بھی زیادہ ہے تو اس لئے یہ سٹینڈنگ کمیٹی اور یہ ساری چیزیں دیکھنے میں تو موجود ہیں اصل چیز یہ ہوتی ہے کہ پریکٹس کی جائے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ بہت پرانے ممبر چلے آ رہے ہیں اور یہ آج آپ سے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ دیکھیں، جناب حضرت علیؑ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ دین کی تعریف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دل سے یقین ہو، زبان سے اقرار کریں اور عمل سے ثابت کریں۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ آپ نے تین چیزیں بتائی ہیں، دل سے یقین ہو، زبان سے اقرار کریں اور اگر عمل نہ کریں تو انہوں نے کہا کہ اگر عمل نہ کریں تو دین نامکمل ہے۔ آپ دیکھیں کہ مرغی ویسے تو حلال ہے، اگر اس کو اللہ اکبر کر کے ذبح نہ کریں، گردن مروڑ دیں تو وہی حلال چیز حرام ہو جاتی ہے، اس لئے اصل بات عمل کی ہے۔ پھر کسی نے ان سے پوچھا کہ جاہل کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو لاعلم ہو پھر اس نے پوچھا کہ بڑا جاہل کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جس کے پاس علم ہو اور عمل نہ کرے تو ہمیں جو rules ہیں ان کو پریکٹس کرنا چاہئے، ویسے آئین میں بھی یہ ہے کہ:

Minister is the person, he is the policy maker and secretary

یعنی آپ بھی اور ہم بھی

We are the law makers, they are the executers. They should remain executers.

اور اس لئے ہاؤس کو بھی بڑھایا جائے اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کو باقی بھی جو اختیارات order of precedent کے تحت ایک ممبر کے ہوتے ہیں وہ بھی ملنے چاہئیں۔ آپ خود دیکھیں کہ اس صوبے میں executive جو ہیں گورنر، چیف منسٹر ہیں اور اس کے بعد سپیکر آتا ہے۔ سپیکر کے بعد ممبر آتا ہے باقی جتنی بھی آپ کی judiciary ہے، executive power ہے وہ ممبر کے بعد آتی ہے مگر یہاں پر ایک ممبر کو ٹھہرنے کے لئے جو ہوٹل ملتے ہیں یہ بھی دیکھیں کہ یہ precedent ہیں، سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں، 1973 میں یا 1972 میں ہر ممبر کو یہ اختیار تھا کہ وہ P.C hotel میں رہے اور اس وقت ان کو instruction دی جاتی تھی یعنی ہمیں 50 روپے daily allowances ملتے تھے تو اس وقت ہمیں P.C میں رہائش کے لئے 90 روپے دینے پڑتے تھے ہم وہاں رہائش رکھ سکتے تھے لیکن آج ایک سیکرٹری کو تو فائیو سٹار ہوٹل میں ٹھہرایا جاتا ہے مگر ایک ممبر کو تھری سٹار ہوٹل میں ٹھہرایا جاتا ہے۔ ویسے یہ ہمارے ہر ممبر کا استحقاق ہے۔ ہمیں آپ 75000 روپے دے دیں گے۔ ایم این اے کو دیکھیں ڈیڑھ لاکھ روپیہ بھی ان کو ملتا ہے اور چودہ ٹکٹ بھی پی آئی اے کے ملتے ہیں۔ آپ ہمیں صرف

75000روپے دیتے ہیں، ہمیں وہ نہ دیں ہم جیسے آئیں، سٹینڈنگ کمیٹی میں آئیں، سیشن میں آئیں، ہمیں boarding lodging کا خرچہ دیا کریں، ہمیں کوئی روزانہ اڑھائی ہزار روپے کی ضرورت نہیں ہے جو ہمارا خرچہ ہو وہ ہمیں دے دیں اس لئے یہ چیزیں آپ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ پورے ہاؤس کا ایک مشترکہ معاملہ ہے اور اس میں صرف یہ نہیں ہے کہ ہم مراعات کی بات کر رہے ہیں۔ آپ نے صرف یہ impression دینا ہوتا ہے کہ:

> They are the law maker, the parliament is supreme, we should be respected as orgon of the democratic institutions not as an individual.

تو اس لئے ہم نے یہ تاثر دینا ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کو سپریم بنانے کے لئے اس کی جو مراعات ہیں وہ ان کو ملنی چاہئیں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ کا بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! ہم پنجاب یونیورسٹی کے ملازمین کو مل کر آئے ہیں اس کی کمیٹی آپ نے تشکیل دینی ہے وہ آپ دے دیجئے۔

جناب چیئرمین: یہ کافی دنوں سے پنجاب یونیورسٹی کا مسئلہ چل رہا تھا اور ان کے ملازمین نے بڑا احتجاج کیا تو اس سلسلے میں ہمارے ایجوکیشن منسٹر اور دیگر ممبران ان کے ساتھ مذکرات کے لئے گئے تھے۔ لہذا ہم نے ان کے مطالبات کو حل کرنے کے لئے یا ان کے جو بھی allegations وغیرہ ہیں ان کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں ہمارے ایجوکیشن منسٹر مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے۔ ایجوکیشن سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین بھی اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری بھی اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ ایم پی اے اور محترمہ غزالہ سعد رفیق ایم پی اے صاحبہ بھی اس کمیٹی کی ممبر ہوں گی، یہ پانچ کمیٹی کے members ہوں گے اور یہ تمام معاملات کی تفصیلاً چھان بین کریں اور ہاؤس میں ایک ہفتہ کے اندر اس کی رپورٹ پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب چیئر مین! ہاؤس کی کارروائی کے متعلق جو بات ہو رہی تھی میں اس پر تھوڑا input دینا چاہتی ہوں۔ پچھلی اسمبلی میں یہ اتفاق ہے کہ آپ اور میں دونوں اس اسمبلی کے ممبر تھے۔ اس میں ہم نے 70 نکاتی amendments propose کی تھیں، لاء منسٹر صاحب اور میں بھی اس کمیٹی کی ممبر تھی، ہمارے ڈپٹی سپیکر رانا مشہود صاحب بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے اور ہم نے اس پر already بہت brain storming کی ہوئی ہے جو اس وقت اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس موجود ہے۔ اس کے اندر سٹینڈنگ کمیٹیوں سے لے کر ہاؤس کا ٹائم بڑھانے، question hour, Adjournment Motions تمام چیزوں پر ہم already اپنا input دے چکے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ کمیٹی کے لئے اس طرح سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ہاؤس کے اندر amendments propose کرنا پڑیں گی تو میری گزارش یہ ہے کہ جو پرانا پچھلا کام ہم نے اتنی محنت کے ساتھ کیا ہوا ہے اس کو بھی نکلوا کر دیکھ لیا جائے اور گورنمنٹ اپنے طور پر amendments ہاؤس کے اندر لائے اور یقیناً ہاؤس اس کو support کرے گا کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بھی فعال ہونا چاہئے جیسے میجر صاحب اس پر بہت detail سے بات کر چکے ہیں، میں نہیں کرنا چاہتی۔ میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اگر ہم ان amendments کو ہاؤس کے اندر put کر کے منظور کرا لیں تو سٹینڈنگ کمیٹی اور اداروں کی جو efficiency ہے اس میں بہت فرق پڑ سکتا ہے اور already اس پر بہت سارا کام ہم کر چکے ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ اس وقت کی گورنمنٹ interested نہیں تھی، بہت محنت کرنے کے باوجود اس کو ہاؤس میں نہیں لایا گیا تو پرانے ریکارڈ کو نکلوا کر دیکھ لیا جائے اور گورنمنٹ amendments کے طور پر اس کو ہاؤس کے اندر لائے تو میں نہیں سمجھتی ہوں کہ اس میں کوئی دقت والی بات آ سکتی ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئر مین: جیسے راجہ ریاض صاحب نے کہا ہے کہ جو ہاؤس کی کمیٹی بنی ہوئی ہے۔۔۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب چیئر مین! آپ نے دو کمیٹیاں تشکیل دیں جن میں آپ نے اپنے coalition partners کا پہلی کمیٹی میں نام رکھا اور نہ اس کمیٹی میں نام رکھا لہذا آپ سے استدعا ہے کہ اپنی ان دونوں کمیٹیوں میں coalition partners پاکستان پیپلز پارٹی کے کچھ ممبران رکھے جائیں تاکہ یہ سارا معاملہ ٹھیک ہو سکے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ یہ آپ نے point out کیا ہے لیکن ہم نے ان تمام چیزوں سے بالا تر ہو کر یہ معاملہ کیا تھا کہ یہ ایجوکیشن کمیٹی بنائی ہے تو اس میں تمام ایجوکیشن کمیٹی کے جو ممبران ہیں ان کو شامل کیا ہے، پارلیمانی سیکرٹری جو سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئر مین ہے اس کو شامل کیا ہے لہذا ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئر مین! سارے (ن) لیگ والے پڑھے لکھے نہیں ہیں، کچھ پیپلز پارٹی والے بھی ہیں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔ جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب چیئر مین! معزز ممبر نے جس چیز کو point out کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انھوں نے بڑی مناسب بات کی ہے اور میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس پر دوبارہ نظر ثانی کریں اور مہربانی کریں۔

جناب چیئر مین: میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ جس کا بھی نام دینا چاہیں اس کا نام دے دیں میں اس کو کمیٹی میں شامل کر لیتا ہوں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جاوید حسن گجر صاحب کو ڈال لیں۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ جاوید حسن گجر صاحب کو ایجوکیشن کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے اور پہلی جو صحافی صاحبان کی کمیٹی ہے اس میں بھی اگر آپ کوئی نام دینا چاہیں تو دے دیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): حسن مرتضیٰ صاحب کا نام شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب کو صحافی کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پلیز، ذرا پوائنٹ آف آرڈر سے اجتناب کریں۔ اب تحاریک استحقاق کا ٹائم ہو گیا ہے۔ آپ ذرا مہربانی کر کے تشریف رکھیں، کافی بحث ہو گئی ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر ہر ایک کو دیں، آپ سب کو باری دیں اور سب کو موقع دیں، ایک ایک بندہ تین تین، چار چار دفعہ پوائنٹ آف آرڈر لے رہا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! ذرا آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ دیکھیں! وہ اعتراض کر رہے ہیں کہ ہمیں ٹائم ہی نہیں دیا جاتا، وہ آپ کی صحت سے بھی بہت کمزور ہیں لہذا ان کو تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔ (قہقہے)

ملک محمد عباس راں: جی، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو تھانوں میں کیس رجسٹرڈ ہوتے تھے اور جب کبھی کسی کو یہ کہا جاتا تھا کہ آپ کا کیس اس قابل نہیں ہے تو وہ کورٹ میں چلا جاتا تھا۔ اس سے پہلے جو سیشن کورٹ کے اختیارات ہائی کورٹ کے پاس تھے اور بعد میں ہائی کورٹ نے اپنی پاورز سیشن کورٹ کو دے دیں تو آج کل ملتان کے تھانوں کی میں بات کر رہا ہوں، may be پنجاب کے باقی تھانوں میں بھی اسی طرح ہو تو جس کا دل چاہتا ہے وہ جہاں بھی جھوٹا مقدمہ درج کروانا چاہتا ہے وہ سیشن کورٹ میں چلا جاتا ہے اور وہاں پر petition دائر کر دیتا ہے اور عدالت بغیر سنے اور سمجھے اس کا آرڈر کر دیتی ہے کہ registered the case اور کیس رجسٹرڈ ہو جاتا ہے۔ آپ پورے پنجاب کے تھانوں کا ریکارڈ منگوا لیں کہ جو کیس عدالتوں کے ذریعے

رجسٹرڈ ہوئے ہیں ان میں 98 فیصد خارج ہو گئے ہیں اور ان کے اخراج اس طرح نہیں ہوتے، ان کی اخراج رپورٹ مرتب ہونے پر minimum پندرہ ہزار روپے اور maximum تیس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں تو ہمیں چیف جسٹس ہائی کورٹ کو یہ request کرنی چاہئے کہ وہ اپنی ماتحت عدالتوں کو یہ ہدایات دیں کہ جب بھی کوئی سائل ان کے پاس آئے تو وہ اس کی پوری تسلی کریں اور اس کی چھان بین کریں اور چھان بین کرنے کے بعد وہ کیس رجسٹرڈ کرنے کا حکم فرمائیں یا کیس رجسٹرڈ نہ بھی کریں تو پہلے بھی یہ ایک اختیار ہے، قانون ہے کہ استغاثہ دائر ہو جاتا ہے اور اس کی بھی اہمیت اتنی ہوتی ہے کہ وہ استغاثہ کے طور پر اس کو لے لیں اور اس کی سماعت کریں اور جو ملزم ہو اس کو سزا ملے گی اور جو بے گناہ ہو گا وہ بری ہو جائے گا۔ اس طرح جو بندہ بے گناہ ہوتا ہے تھانے میں اسے اتنے رگڑے کھانے پڑتے ہیں اور اتنے پیسے دینے پڑتے ہیں اور اتنا ذلیل وخوار ہونا پڑتا ہے کہ ایک پرچہ ہی اس کی زندگی کے لئے کافی ہو جاتا ہے

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔ آپ نے اس سلسلے میں کافی بتا دیا ہے لیکن جو چیزیں ہمارے notice میں آئی ہیں ان کے مطابق ہمیشہ جو 22(A) کے تحت درخواست دی جاتی ہے اس کی رپورٹ تھانے سے منگوائی جاتی ہے کہ آپ اس سلسلے میں رپورٹ دیں کہ اس کیس کی actual position کیا ہے؟ اگر positive ہو تو پھر بعد میں کیس رجسٹر کیا جاتا ہے۔ میرے خیال میں direct تو بہت کم کیس رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: میں اس سلسلے میں ثبوت بھی لا سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ اس سلسلے میں دیکھ لیں گے اور جو بھی instructions ہوئیں وہ پاس کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میری ایک تحریک التوائے کار ہے اگر اسے take up کر لیا جائے تو میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ابھی تحاریک استحقاق کا ٹائم ہے اس کے بعد تحاریک التوائے کار آجائیں گی۔پلیز، آپ تشریف رکھیں۔یہ تحاریک استحقاق بھی آپ دوستوں کی ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں دو اہم مسائل کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ 25-اپریل 2009 کو میرے گاؤں کا ایک حوالدار محمد عارف ولد غلام مصطفیٰ جو پیر کو بلوچستان میں terrorism کا شکار ہوا اور اس نے جام شہادت نوش فرمائی لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج تک اس کے لئے، اس کے ورثاء کے آنسو پوچھنے کے لئے F.C ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آدمی، حکومت پنجاب یا کسی بھی دوسرے ڈیپارٹمنٹ سے کوئی آدمی بھی ان کے پاس نہیں پہنچا کہ ان کے آنسو پونچھ سکے۔اگر سوات میں ہمارے سپاہی وہ خواہ F.C سے، آرمی سے، رینجر سے یا کسی اور ادارے سے تعلق رکھتے ہوں اگر وہ شہادت نوش فرماتے ہیں تو وہ اپنے ملک کے لئے، اپنی قوم کے لئے اپنے فرائض سر انجام دیتے ہوئے شہید ہوتے ہیں تو وہ بھی اپنے ملک، اپنی قوم کے لئے وہاں پر terrorism کا شکار ہوا جس میں وہ victimize ہوا لیکن آج تک حکومت پاکستان، حکومت پنجاب یا اس کے محکمے کی طرف سے کوئی شخص اس کی تدفین اور دعا کے لئے بھی حاضر نہیں ہوا۔ہمارے جو سپاہی شہادت نوش فرماتے ہیں اگر ان کے لئے ہمارا رویہ ایسے رہا تو اس ملک کے لئے کون شہادت نوش فرمائے گا بلکہ ان میں نفرت بڑھتی جائے گی۔اس کے پسماندگان میں چار بچے اور بوڑھے والدین ہیں۔میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے تمام ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کے پسماندگان کے لئے مالی امداد اور دعا کے لئے یہاں سے کوئی آدمی چلا جائے تو میرے خیال میں ان کے زخموں پر مرہم لگ جائے گی۔

جناب سپیکر! اب میں دوسری بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بہت سے کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو permanent کیا گیا لیکن اس میں P.R.S.P کے ذریعے جو 12 اضلاع میں پراجیکٹ چل رہا ہے ان ڈاکٹروں کو permanent نہیں کیا گیا۔یہ کہا جا رہا ہے کہ P.R.S.P ایک N.G.O ہے اس میں جو ڈاکٹر B.H.Us اور R.H.Cs میں کام کر رہے ہیں کیا وہ

گورنمنٹ کے کام سرانجام نہیں دے رہے؟ میری استدعا ہے کہ نظر ثانی کی جائے اور ان ڈاکٹروں کو بھی permanent کیا جائے کیونکہ ان میں کئی ایسے ڈاکٹر بھی ہیں جو دس دس، بارہ بارہ سال سے P.R.S.P کے ذریعے B.H.U's اور R.H.C's میں کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: پلیز، تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب! آپ ان کے پہلے مسئلے کے بارے میں کوئی جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اجلاس کے بعد میں ان سے علیحدہ بیٹھ جاتا ہوں۔ ان کے دونوں points ہی بالکل justified ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بارے میں کچھ کرنا چاہئے کیونکہ یہ ہمارا قومی فریضہ ہے اور ہمیں اس میں کسی انداز میں بھی پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔ اب تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ راحت افزا: جناب سپیکر! سپیشل سیٹس کو جو فنڈز دیئے گئے ہیں ان سکیموں پر کام بالکل مکمل ہو چکے ہیں۔ پہلے تو فنڈ دیا نہیں جاتا تھا۔ اب دیا ہے تو وہ ہمیں اس طرح ذلیل و خوار کر رہے یہ اس طرح ہی ہے جیسے کہا جائے کہ

"بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

جناب سپیکر! ان سکیموں پر کام تو مکمل ہو چکے ہیں لیکن جب فائلیں جمع کروائی گئیں تو معلوم ہوا ہے کہ فنڈ میں فی سکیم کے حساب سے صرف ایک ایک ہزار روپے رکھا گیا ہے۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ آخر جن کنٹریکٹروں نے کام کیا ہے وہ کہاں سے پورا کریں گے؟ ہمارے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جناب چیئرمین نے تحاریک استحقاق شروع کی تھیں۔ اب آپ فرمائیں کہ کسے take up کرنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!

ایس ایچ او تھانہ شاہدرہ لاہور کا خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

محترمہ سکینہ شاہین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 26۔ جون 2009 کو انچارج انوسٹی گیشن شاہدرہ لاہور ذوالفقار چیمہ کو تین چار بجے فون کیا تو انھوں نے کہا کہ میں ابھی حلقہ میں visit پر نکلا ہوا ہوں۔آپ دوبارہ مجھے فون کریں۔میں نے شام سات بجے ان کو فون کیا تو دوبارہ بھی یہی جواب ملا کہ میں visit پر ہوں آپ رات دس بجے تھانہ میں آ جائیں۔میں دس بجے تھانہ میں حاضر ہوئی تو S.H.O اپنے کمرے میں موجود تھے میں آدھا گھنٹہ ان کے کمرہ میں ان کے سامنے بیٹھی رہی مگر انھوں نے آدھا گھنٹہ تک میری طرف کوئی توجہ دی اور نہ ہی میری بات سنی۔آخر کار میں نے خود ان کو اپنے آنے کے بارے میں کہا کہ محکمہ سوئی گیس والوں نے تین افراد کو پکڑ کر آپ کے سپرد کیا ہوا ہے۔ان میں سے ایک اسماعیل صاحب ہیں جن کی بہن کی شادی ہے۔آپ اس کو میری ضمانت پر چھوڑ دیں یا پھر اس کے متبادل دوسرے آدمی کو اپنے پاس رکھ لیں کیونکہ آپ نے ابھی تک ان کے خلاف پرچہ نہیں کاٹا مگر انھوں نے کہا کہ یہ محکمہ سوئی گیس کا اور میرا معاملہ ہے آپ اس کے بارے میں مجھے کچھ نہ کہیں۔میں ابھی آدمی کو نہیں چھوڑ سکتا۔میں وہاں سے چلی آئی۔ذوالفقار چیمہ انچارج انوسٹی گیشن شاہدرہ لاہور نے 28/29 کی رات کو چار بجے ایک لاکھ روپے لے کر متعلقہ تینوں آدمیوں کو چھوڑ دیا۔جب میں نے اس سے آج مورخہ یعنی کل جو گزر چکا ہے 29۔ جون 2009 کو اسمبلی سیکرٹریٹ سے فون پر بات کی تو اس کو اس سارے واقعہ کے بارے میں بتایا تو انھوں نے کہا جی، میں پیسے آپ کو بھجوا دیتا ہوں۔آپ یہ پیسے رکھ لیں ۔اس کے علاوہ میرے ساتھ جو بچہ گیا تھا انھوں نے کہا کہ جب وہ آئے گا تو میں اسے دیکھ لوں گا اس طرح کی دھمکیاں دیں جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: آپ کچھ اور بات بھی کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ سکینہ شاہین خان: جی، جناب سپیکر! ذوالفقار چیمہ ایس ایچ او جیسے راشی افسران نے تھانہ کلچر پرانی اور گھٹیا ڈگر پر چلا رکھا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب پولیس میں جو تبدیلیاں چاہتے ہیں وہ مذکورہ افسران جیسے لوگوں کی موجودگی میں ہرگز ممکن نہیں ہیں۔ میں اپنی اور تمام ممبران کی طرف سے پرزور گزارش کرتی ہوں کہ ذوالفقار چیمہ جیسے افسران کی چھان بین ہو اور ان کو نوکری سے فارغ کرنا چاہئے اور ان کو قرار واقعی سزا بھی ملنی چاہئے کیونکہ تھانہ کلچر بالکل ویسے ہی ہے، اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس میں ایک واقعہ تو محترمہ سے متعلق ہے اور دوسرا انھوں نے حوالہ دیا ہے کہ انھوں نے بعد میں پیسے لے کر ان لوگوں کو چھوڑا ہے تو اس میں جو اس ڈویژن کا متعلقہ S.P ہے اس سے بھی میں رپورٹ منگوا لیتا ہوں اور جو ایس۔ایچ۔او صاحب ہیں ان سے بھی جواب لے لیتے ہیں اس لئے آپ اس کو پرسوں کے لئے pending فرما دیں، پرسوں اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب کل لیں گے۔ اگلی تحریک ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی ہے۔

پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمپٹرولر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 5۔جون 2009 کو مسٹر امین ڈوگر، کمپٹرولر، پنجاب ہاؤس اسلام آباد جو کلب روڈ لاہور پر بیٹھتے ہیں کو پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمرہ کی الاٹمنٹ کے بارے میں فون

کیا۔ انھوں نے کہا کہ کمرہ خالی نہیں ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ اس وقت کافی کمروں میں غیر قانونی لوگ عرصہ دراز سے رہائش پذیر ہیں اور وہ ایم۔پی۔اے یا ایم۔این۔اے نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمرہ ایم۔پی۔اے کو الاٹ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ صرف بیوروکریٹس کے لئے بنایا گیا ہے۔ ایم۔پی۔اے کا کوئی استحقاق نہیں کہ وہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمرہ الاٹ کروائے۔ اگر آپ ایم۔پی۔اے ہیں تو جاؤ میرا جو کچھ کرنا ہے کر لیں۔ میں آپ کو کمرہ الاٹ نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ بھی انھوں نے کافی نازیبا الفاظ ادا کئے جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ کل بھی یہ معاملہ پوائنٹ آف آرڈر پر raise ہوا تھا اور اس میں کافی بے ضابطگیاں سامنے آ رہی ہیں۔ وزیر خزانہ نے بھی بتایا کہ میں نے کمرہ الاٹ نہیں کروایا اور ان کی جگہ پر کوئی آدمی غیر قانونی طور پر ٹھہرا ہوا ہے۔ ہمارے ایک ایم۔پی۔اے، طاہر محمود ہندلی صاحب نے بھی کہا کہ میں نے وہاں پر کوئی کمرہ الاٹ نہیں کروایا، کچھ لوگ ایسے ہی ٹھہرے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بے ضابطگی ہے اور انھوں نے میرے ساتھ بھی کوئی اچھا رویہ روا نہیں رکھا تو مہربانی کر کے میری اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس حوالے سے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا مفصل جواب میں نے کل ہاؤس میں پیش کر دیا تھا اور اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں پر بے ضابطگیاں پائی جا رہی ہیں۔ وہاں پر لوگ چار چار سالوں سے قابض ہیں۔ اب اس کے rules کیا ہیں اور کس طرح سے اتنی بڑی رہائش گاہ کو وہ استعمال کر رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اس کا ایک سال کا خرچہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں میں ہو گا جس کو misuse کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ کہوں گا اس particular reference جو کہ کل discuss ہوا ہے کو بھی ساتھ attach کرتے ہوئے ملک صاحب کی اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ وہ اس سلسلے کو پوری طرح سے thrash out کرنے کے بعد رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے۔

میاں محمد شفیق ارائیں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد شفیق ارائیں: جناب سپیکر! میری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس حوالے سے ایک پالیسی بیان دیں کہ آیا یہ جو پنجاب ہاؤس ہے یہ ممبران اسمبلی کے لئے ہے یا کہ سرکاری افسران کے لئے ہے؟ کم از کم یہ بات یہاں پر واضح ہونی چاہئے کہ وہ کن کے لئے بنا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: راناصاحب! میرا خیال ہے کہ آپ اس میں مفصل رپورٹ منگوالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو rules ہیں ان میں کوئی specification نہیں ہے۔ یہ government houses ہیں اور اس حوالے سے جو competent authority ہے وہ کسی کو بھی رہائش کے لئے اجازت دے سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ rules میں پائے جانے والے اس ابہام کو misuse کیا جارہا ہے۔ اگر یہ معاملہ ایک دفعہ thrash out ہو جائے گا تو جو defects and lacunas ہیں یہ بھی دور ہو جائیں گے اسی لئے میں نے اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کی ہے، آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ کمیٹی اس حوالے سے سارے معاملات کو thrashout کرے گی اور پھر جو بھی recommendations دے گی اس پر عمل کیا جائے گا۔ میں حکومت کی طرف سے یہی policy statement دینا چاہتا ہوں کہ ان recommendations پر انشاء اللہ عمل کیا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے وضاحت کی ہے کہ کوئی specific rules نہیں ہیں کہ یہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد ممبران کے لئے ہے یا سرکاری افسران کے لئے ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ سوال کروں گا کہ استحقاق کے حوالے سے پہلے نمبر

پر ایم۔پی۔اے آتا ہے یا سیکرٹری آتا ہے؟اگر دونوں پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمرے کے لئے applyکریں تو پہلا استحقاق کس کا بنتا ہے،آیا ممبر کا بنتا ہے یا سرکاری افسر کا بنتا ہے؟وزیر قانون صاحب اس کی وضاحت فرمادیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس کی rulesمیں تو وضاحت نہیں ہے ویسے میں اپنے طور پر شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میری سمجھ کے مطابق پہلے استحقاق ممبر کا ہی بنتا ہے۔

جناب سپیکر:تو اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا:پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!وزیر قانون صاحب اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ کئی کئی سالوں سے کافی سارے لوگ وہاں پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں رہ رہے ہیں۔سات دن کے لئے ایک فرد کمرہ بک کروا سکتا ہے،جو لوگ کئی سالوں سے against the rules وہاں پر رہ رہے ہیں ان کی listدی جائے،وہ کون کون سے لوگ ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی جانی چاہئے؟

سید حسن مرتضیٰ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں رہنے دیں،چونکہ وہ کل نہیں تھے اس لئے ان کو پتا نہیں ہے۔آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!ہمارے زیر تعمیر وزیر صاحب کل موجود نہیں تھے تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس پر کل کافی مفصل گفتگو ہو چکی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا میں اپنی تحریک التوائے کار پڑھوں؟

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب چونکہ آج بھی نہیں ہیں اس لئے اس کو آئندہ کے لئے pending کیا جائے۔ ثمینہ خاور حیات صاحبہ بھی آج نہیں ہیں، اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔اس کے بعد سید حسن مرتضیٰ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے، اس کا نمبر کیا ہے اور آپ کو اس کی اجازت مل گئی تھی؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کل آپ سب کی out of turn تحاریک لے رہے تھے تو آپ نے مجھے کہا تھا کہ تم کل اپنی تحریک التوائے کار پیش کر لینا۔

جناب سپیکر: ان کی تحریک التوائے کار ہے، کیا اس کو out of turn لے لیا جائے؟

معزز ممبران: لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں زیادہ لوگ ان کے حق میں ہیں لہذا آپ کی تحریک التوائے کار out of turn لی جاتی ہے۔اس کا نمبر کیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: نمبر 281 ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے کہ کھاد بلیک ہوتی ہے اور 900 روپے کی بوری مل رہی ہے اس کو بھی out of turn لے لیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اس کا نمبر 281 نمبر ہے؟

جناب سپیکر: مواصلات کے بارے میں ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب تو تشریف نہیں رکھتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! charge ہی دینا ہے کسی کو بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: کس کو charge دے دیں؟ Charge ادھر سے ملتا ہے، میرے پاس charge نہیں ہوتا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پڑھنے تو دیں۔ جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے تین تحاریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایک کی اجازت دی ہے۔ صرف نمبر 281 کی اجازت دی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! 281 تک آپ نے فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے صرف 281 کی اجازت دی ہے۔ میں نے ٹیپ چلوا دینی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسے آپ فرما رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ صرف نمبر 281 پڑھ لیں۔

چنیوٹ کے لئے ترقیاتی منصوبوں کی وزیر اعلیٰ اور اے ڈی پی کی منظوری کے باوجود مکمل نہ ہونے سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کے موقع پر اپنی صوابدیدی گرانٹ سے ضلع چنیوٹ کے لئے کچھ سکیموں کی منظوری دی تھی۔ اب مالی سال ختم ہونے والا ہے لیکن ابھی تک محترم وزیر اعلیٰ کی اعلان کردہ سکیموں پر کوئی progress نہیں ہوئی اور اس اعلان کے علاوہ چنیوٹ سے دوسرے شہروں سے رابطے کے لئے جن سڑکوں کے ٹھیکے ہوئے تھے اور آج

سے چار سال پہلے ان پر کام بھی شروع ہوا تھا وہ ٹھیکیدار بھی ان سڑکوں کا کام چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ میں دو دن پہلے C-42 چینل پر خواجہ احمد حسان جو غالباً کسی ٹاسک فورس کے چیئر مین ہیں ان کا انٹرویو سن رہا تھا جن کے مطابق موجودہ مالی سال میں لاہور شہر میں اربوں روپے کے منصوبے زیر تعمیر ہیں اور ان پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے اور وہ منصوبے اسی مالی سال میں پایہ تکمیل تک بھی پہنچ جائیں گے۔ میرے خیال میں پنجاب کے ٹوٹل بجٹ کے ADP کا بہت زیادہ حصہ صرف لاہور شہر کے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کیا جاتا ہے اور چنیوٹ جیسے پسماندہ اضلاع کو ADP میں جو تھوڑے بہت فنڈز دیئے جاتے ہیں وہ بھی proper استعمال نہیں ہوتے۔ مزید برآں ہمیں 4 سیکٹر سکیم میں جو فنڈز allocate کئے گئے تھے وہ بھی ابھی تک release ہوئے اور نہ ہی ان منصوبوں پر کام شروع ہو سکا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے جناب وزیر اعلیٰ سے ملاقات کر کے انہیں استدعا کی ہے کہ چنیوٹ میں ایک ڈگری کالج اور ایک سڑک دی جائے جس پر انہوں نے کمال شفقت فرماتے ہوئے ان دونوں منصوبوں کے لئے 40 ملین روپے کی منظوری دی اور ان منصوبوں کا ڈائریکٹو بھی جاری کر دیا لیکن تاحال دونوں متعلقہ محکموں نے ان منصوبوں پر PC-1 تک بھی نہیں بنایا۔ اس ناانصافی، غیر مساویانہ تقسیم اور تاخیری حربوں سے پنجاب کے تمام پسماندہ اضلاع اور خصوصاً چنیوٹ کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں معزز رکن سید حسن مرتضیٰ کی تحریک کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور یہ بات بھی حقیقت ہے کہ ہمارے جو منصوبے شروع کئے گئے تھے وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچائے جا رہے ہیں۔ میں نے صبح بھی پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کی ہے کہ خاص طور پر ہمارا چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ جواب روڈ نہیں رہا وہ ایک قتل گاہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ لہذا اس پر ہم آپ کی رولنگ چاہتے ہیں کہ یہ ہمارا روڈ کب شروع ہوگا اور باقی منصوبے کب تک پایہ تکمیل تک پہنچائے جائیں گے؟

جناب سپیکر: یہ بتائیں کہ میں اس پر رولنگ کیسے دے سکتا ہوں؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! یہ آپ کی inherent powers ہیں۔

جناب سپیکر: پہلے اس کا جواب تو آنے دیں۔ متعلقہ وزیر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ جو تحریک التوائے کار پڑھی گئی ہے اس کے بارے میں رانا صاحب آپ کچھ فرمائیں گے؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ جو concerned officer ہیں ان کو یہاں کل بلا لیں اور ان سے وضاحت لے لیں۔ یہ آپ کے inherent power میں ہے کہ آپ direction دے سکتے ہیں---

جناب سپیکر: ابھی تو متعلقہ وزیر بھی نہیں ہیں۔ میں کس کو direction دوں گا؟

سید ناظم حسین شاہ: آپ متعلقہ وزیر کو call کر سکتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گی کہ وہ اپنی تحریک میں سے لاہور کا نام تو نکال دیں۔ ان کی تحریک التوائے کار کی ہم بھی حمایت کرتے ہیں ان کو out of turn تحریک take up کرنے کی حمایت بھی کی ہے لیکن اس وقت لاہور اتنا آفت زدہ ہو چکا ہے کہ چار خودکش حملے بھی ہوئے ہیں۔ لاہور کا نام اس تحریک میں سے نکال دیں۔ لاہور کو تو یہ لے بیٹھے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں لاہور کی مخالفت نہیں کر رہا۔ لاہور ہمارا سب کا شہر ہے، ہم اس میں رہتے ہیں۔ میرا اپنا گھر بھی لاہور میں ہے۔

جناب سپیکر: مجھے وہ طریقہ بتائیں کہ---

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں نے تو یہ بتایا ہے کہ---

جناب سپیکر: اس کے علاوہ کوئی اور مخالفت کا طریقہ ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: اگر میرا ایک گھر سنور رہا ہے تو دوسرا اجڑ رہا ہے اس کی طرف بھی نظر کی جائے۔ میں قطعاً یہ نہیں کہتا کہ لاہور کے فنڈز میں کمی کی جائے اور اس کے فنڈز بڑھا دیئے جائیں لیکن دوسرے جو اضلاع ہیں ان پر بھی تھوڑی سی نظر کی جائے۔ میں لاہور کا مخالف نہیں ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! معزز رکن نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مقصد حکومت کی توجہ دلانا ہوتا ہے لیکن میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اسے آج pending کر لیں کل میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کو بلا کر اس issue کو ان کے ساتھ بٹھا کر حل کروا دوں گا اور ایک تفصیلی بیان بھی اس House میں دے دوں گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! آج بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات وعدے کے باوجود یہاں تشریف نہیں لائے۔ اس لئے ہمارا یہ معاملہ مؤخر ہوتا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کل تک کے لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ کل وہ اس کا جواب دے دیں گے۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ اس کا نمبر 123/09 ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تیار کردہ شیمپو اور کریموں میں استعمال ہونے والے کیمیکل ایس ایل ایس سے جلدی امراض میں اضافے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں جو خواتین کے لئے سامان آرائش اور خاص طور پر شیمپو اور رنگ گورا کرنے والی کریمیں مارکیٹ میں کروڑہا روپے کی الیکٹرانک اور پریس ایڈورٹائزنگ کے ذریعے فروخت کر کے اربوں روپے ناجائز کما رہی ہیں۔ در حقیقت لوگوں کو اور خاص طور پر خواتین کو ناقابل علاج جلدی امراض اور دوسرے امراض میں مبتلا کر رہی ہیں۔ گو ایک طرف حکومت جعلی ادویات کے خلاف مصروف عمل ہے لیکن دوسری طرف نام نہاد کاسمیٹک فیلڈ میں عملاً عوام اور خاص طور پر خواتین کی صحت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں بازار میں ایک بڑی کمپنی نے ایک شیمپو مارکیٹ lanuch کیا۔ جس کے اجزاء پر ہلکی سی توجہ

دینے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اس شیمپو کے استعمال سے سر میں نہ ختم ہونے والی خارش اور ماتھا،چہرہ تک سرخ ہو جاتے ہیں۔اس کی وجہ اس میں Sodium Ether Laury/ Sulphate کا استعمال ہے جو دنیا بھر میں ایک انتہائی خطرناک کیمیکل مانا جاتا ہے اور اس کا بین الاقوامی طور پر مخفف SLS ہے۔یہ کیمیکل سستا اور cleaning industry اور خاص طور پر ایسی انڈسٹری جہاں گریس اور لبریکیٹس کا استعمال ہو جیسے automobile industry وغیرہ۔یہ کیمیکل کاروں کے دھونے میں استعمال ہونے والے detergent کا اہم جز ہے اور انسانی جلد کے لئے انتہائی خطرناک اور مضر قرار دیا جاتا ہے۔سر کی جلد کے اوپر قدرت کی عطا کردہ جھلی کو تباہ کر دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے گنجا کر دیتا ہے۔ حال ہی میں یونیورسٹی آف میڈیکل جارجیا کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ SLS کیمیکل آنکھوں، دماغ، دل اور جگر پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔اس کیمیکل کا استعمال جسم کے tissues کو بند کر دیتا ہے اور ایک لمبے عرصہ تک جلد سے نہیں نکلتا۔اسی طرح رنگ گورا کرنے والی تمام کریمیں ایسے ایسے خطرناک کیمیکلز سے بنائی جا رہی ہیں جو بظاہر tarnish skin کو yellowish skin تو کر دیتے ہیں لیکن ہمیشہ کے لئے ایک چہرہ کے مختلف رنگ ہونے کے بعد پھر تمام عمر یہ خواتین اس مرض سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتیں اور بغیر میک اپ ان کا گزارا گھر میں بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔وقت آ گیا ہے کہ اب ایک لمحہ ضائع کئے بغیر across the board ملکی اور غیر ملکی تمام کمپنیوں کی تمام آرائشی مصنوعات، کریمیں، شیمپو اور میک اپ وغیرہ کی انتہائی سخت سکروٹنی کی جائے اور عوام کو ان کمپنیوں کی طمع اور ظلم سے مکمل تحفظ دیا جائے۔لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کہ اس میں ہر ممبر سے kindly input لی جائے کیونکہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ ایک عام چیز پٹرول اور ڈیزل یا سی این جی فروخت کرنے کے لئے چھتیس N.O.C چاہئیں۔کوئی کریم یا شیمپو launch کر دیں، الیکٹرانک میڈیا پر ایک add دیں، ماڈل کو سامنے لائیں وہ ماڈل آ کر کہہ دے کہ میرا رنگ ایسا ہو گیا یا بال ایسے ہو گئے اور اس کو launch کر دیں اس کے لئے کسی N.O.C کی ضرورت نہیں ہے۔یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اس کی وجہ سے اتنے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اس پر خصوصی توجہ دینی

چاہئے لیکن اس پر تمام ممبران سے input بھی لینا چاہئے۔ یہ confirm بات ہے کہ دنیا میں کوئی کریم رنگ گورا نہیں کر سکتی، skin tarnish کو صرف دو یا چار گھنٹے کے لئے yellowish تو کیا جا سکتا ہے۔ بیوٹی پارلر والے ایک ایک لاکھ روپیہ لے کر جو دلہنیں بناتے ہیں صبح کو وہی چیز نکل آتی ہے جو بیوٹی پارلر میں جانے سے پہلے ہوتی ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے کوئی قانون بنایا جائے۔ لاہور میں بہت سی جگہیں ایسی ہیں جہاں پر یہ کریمیں بنتی ہیں اور روزانہ نئے نام سے بکتی ہیں اور یہ دو چار نام ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایسے ایسے ناموں سے لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے تو اس پر توجہ دینی چاہئے کہ یہ شیمپو اور یہ کریمیں مسائل پیدا کر رہے ہیں اور ان کی وجہ سے پیدا ہونے والی skin diseases کا کوئی حل نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ advice کر رہے ہیں کہ ان کو استعمال کیا ہی نہ جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ ماشاء اللہ یہ ذاتی مشاہدہ بتا رہے ہیں یا پڑھی لکھی بات کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے شاہ صاحب سے میری گزارش ہے کہ ان کے مشاہدے نہیں ہیں، میرے بھی بہت مشاہدے ہیں، میری زبان بند رہنے دیں، میرے بڑے مشاہدے ہیں اور مجھے فخر ہے کہ میرا تعلق لاہور سے ہے اور میں لاہور کے wall city سے ہوں اس لئے مجھے بہت کچھ پتا ہے لیکن ہمارے کچھ معاملات ایسے ہیں اگر میں بولتا ہوں تو کہتے ہیں یہ لاہور کی بات کرتے ہیں۔ آج بھی لاہور کے خلاف بات ہو رہی تھی۔ ابھی اگر میں بتاؤں گا کہ لاہور کی وجہ سے میرے مشاہدے کیوں ہیں تو پھر بہتوں کو اور مسئلہ ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے خواتین کے بارے میں بڑی اہم بات کی ہے تو اس سماج کی یہ سوچ کیسے بدلی جائے کہ جن لڑکیوں کے رنگ کالے ہیں ان کے رشتے ہی نہیں ہوتے، وہ بیچاری کریمیں لگا لگا کر اپنے رنگ گورے کرتی ہیں۔ پورے سماج کو بدلنے کے لئے ایک وقت چاہئے۔ جس کا گھر چھوٹا ہوتا ہے اس کا رشتہ چھوڑ دیا جاتا ہے تو یہ میرے بھائی تو کریموں کی بات کرتے ہیں۔ بیچاری یہ کریمیں لگا کر اپنا دل خوش کر لیتی ہیں تو اس پر پابندی تو نہیں لگائی جا سکتی ناں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ صحت کے لئے نقصان دہ ہیں۔ راناصاحب! اس بارے میں بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق Sodium Sulfate cleaning detergent ہے جو cosmetic products کا لازمی حصہ ہے البتہ مقررہ مقدار سے زیادہ concentration میں استعمال کرنے پر جلد پر جلن وغیرہ اور دیگر تکالیف ہو سکتی ہیں۔ قبل ازیں یہ 1998 تک cosmetic products, Drugs Act, 1976 کے تحت regulate کی جاتی تھیں البتہ 1998 کے بعد وفاقی حکومت کی طرف سے ان مصنوعات کو خارج کر دیا گیا اور اس وقت ان مصنوعات کی تیاری اور فروخت کے لئے کوئی قانون موجود نہ ہے البتہ صوبائی حکومت اس سلسلے میں legislation کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر آپ محترم شیخ صاحب، محترمہ ساجدہ میر، ڈار صاحبہ اور ناظم شاہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنادیں، یہ ہمیں legislation suggest کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر legislation ہونی چاہئے تاکہ یہ سارا معاملہ regulate ہو۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک بات ہے۔ محترم شاہ صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب، محترمہ ڈار صاحبہ، ساجدہ میر صاحبہ پر مشتمل کمیٹی اس معاملے پر غور کرے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شیخ صاحب خود fair & lovely cream استعمال کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! خدا اس کو غرق کرے جو fair & lovely استعمال کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ میں اپنی بہن سے پوچھتا ہوں [**********]

جناب سپیکر: No, No. آپ یہ الفاظ واپس لیں۔ میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! شیخ صاحب کے چہرے سے اندازہ ہوتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: آپ میرے چہرے سے اندازے نہ لگائیں۔ آپ میرے حال پر مہربانی کریں، بات کہیں اور ہی نہ ہو جائے۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے بات کہی ہے کہ کالی لڑکیاں کیا کریں؟ ایسی بات نہیں ہے، پورا یورپ tarnish colour کے عشق میں مبتلا ہے۔ وہ beaches پر سارا سارا دن لیٹ کر چاہتی ہیں کہ ان کا رنگ tarnish ہو جائے۔ اللہ نے جو رنگ دیا ہے اس سے بہتر کوئی رنگ نہیں ہے اس لئے کسی رنگ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہر رنگ کی اپنی attraction ہے۔

جناب سپیکر: اس بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے کالے رنگ کو condemn کیا ہے۔ مجھے کالے رنگ والوں نے بھی ووٹ دیئے ہیں۔ آپ اس معاملے میں جو کمیٹی بنا رہے ہیں جس کے بارے میں وزیر قانون نے بھی کہا ہے اس کمیٹی کو کم از کم ایک time frame دیا جائے کیونکہ یہ روزانہ کا مسئلہ ہے۔ روزانہ نئی نئی کریمیں اور نئے نئے شیمپو آ رہے ہیں۔ یہ ایک serious مسئلہ ہے۔ یہاں پر ہمارے کچھ معزز اراکین اس معاملے کو کسی اور طرف لے گئے ہیں۔ آپ اس میں کوئی time frame دے دیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اس کی کتنے دن میں رپورٹ مل سکے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جن ممبران کا ذکر کیا ہے آپ کمیٹی بنا دیں لیکن مجھے پوری امید ہے کہ شیخ صاحب ان معاملات میں خود کافی محنت کرتے ہیں۔ ان معاملات کے لئے Drugs Act میں amendment ہونی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی comprehensive amendment ہو گی اتنا ہی بہتر ہو گا۔ اگر یہ تھوڑی سی محنت کریں اور بے شک یہ Private Members Day پر amendment move کریں میں اس کو accept کروں گا۔ اگر یہ حکومت کو کہیں گے تو ہم اس پر Amendment Bill لے آئیں گے۔

شیخ علاؤالدین: میں آپ سے صرف ایک چھوٹی سی amendment چاہوں گا۔

جناب سپیکر: کمیٹی کا کوئی time frame دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ next session سے پہلے دے دیں تاکہ ہم next session میں اس کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: آپ ان سے co-ordinate کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہوں گا کہ اس میں ایک skin specialist کو شامل کر دیں۔ اس کا خرچہ بھی میں دوں گا۔ میں حکومت سے کچھ نہیں لوں گا۔ اس کمیٹی میں ایک skin specialist کو ضرور شامل کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ جن کو شامل کرانا چاہتے ہیں ان کا نام راناصاحب کو بتادیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ڈاکٹر طاہر کمال کو ڈال دیں۔ ان کو جو کچھ دینا ہو گا وہ میں دوں گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر طاہر کمال کو ممبر بنالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ جس کو بھی opt کرنا چاہیں تو کر لیں۔ اس میں زیادہ مناسب یہ ہو گا کہ شیخ صاحب خود ذمہ داری لیں اور اس میں محنت کر کے جن ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کرنا ہے ان سے مشورہ کر لیں۔ اس کے بعد ایک Bill کی صورت میں حکومت کو propose کر دیں کہ ہم اسے لے آئیں گے یا یہ خود Private Members Day پر اس Bill کو introduce کر دیں تو ہم اس کو accept کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مہربانی۔ میں سمجھتی ہوں کہ شیخ علاؤالدین صاحب کی ہمیشہ ہاؤس میں جو input ہوتی ہے وہ یقیناً ایک اثاثہ ہوتی ہے۔ انھوں نے جو issue آج اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے۔ میں کالے اور گورے رنگ کی بحث میں نہیں جانا چاہتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کی کریمیں استعمال کرنے کے بعد اس بچی کا رنگ کالا رہ جاتا ہے اور نہ گورا رہ جاتا ہے اس لئے اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ شیخ صاحب یقیناً اپنا personal input ضرور دیں لیکن حکومت اپنے طور پر اس پر ضرور قانون سازی کرے۔ اگر حکومت اس پر initiative لے

گی تو زیادہ بہتر نتائج نکلیں گے۔Private Members Day کا ایک لمبا process ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس پر حکومت خود Bill لے آئے تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: وہ اس میں amendment لے آئیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کیا آپ دوبارہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا تھا کہ ابھی جب یہ discussion چل رہی تھی تو ازراہ مذاق ایک بات ڈار صاحبہ نے کی اور اس کا جواب شیخ صاحب نے دیا۔ وہ کوئی مناسب نہیں تھا اس لئے میری درخواست ہے کہ اسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: کس کو حذف کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: ابھی جو [****] بات ہوئی تھی۔ اسے حذف بھی کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری پریس سے بھی گزارش ہوگی کہ اسے رپورٹ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: انھوں نے اگر کہہ بھی دیا ہے تو ان کا بہن بھائی کا رشتہ ہے۔ آپ کو اس میں کیا اعتراض ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سر پر بال لگوانے کے لئے بھی لوگ beauticians کے پاس جاتے ہیں۔ ہمارے وزراء نے beauticians کے پاس جا کر بال لگوائے ہیں۔ کیا میں ان کے نام لے سکتی ہوں؟ وہ شرمندہ ہو جائیں گے اس لئے میں ان کے نام نہیں لیتی مگر ہم اس چیز کو follow بھی کر لیں کہ یہ ایک بڑا بزنس بن گیا ہے۔ یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ انکوائری کرائیں گے اور جب یہ لوگ جائیں گے تو لیڈیز کبھی نہیں مانیں گی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: اس پر قانون بن رہا ہے۔ یہ اس پر قانون بنائیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ قانون بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 259 ہے۔ میں اسے out of turn لینا چاہتا ہوں کیا میں اسے پڑھوں؟

جناب سپیکر: کیا یہ تحریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دی جائے؟

HONOURABLE MEMBERS: No, No.

جناب سپیکر: ہاؤس کی sense نہیں ہے۔ Shah sahib! I am sorry اگلی تحریک التوائے کار طاہر اقبال، محمد شفیق چودھری، جناب شیر علی صاحب اور سامیہ امجد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب! کیا آپ ناراض ہو کر جا رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: نہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! شاہ صاحب واقعی ناراض ہو کر جا رہے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کو یہاں پر پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ ناراض نہیں ہیں۔ وہ مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتے۔ وہ ناراض ہوتے تو باہر نکل جاتے لیکن وہ ادھر ہی کھڑے ہیں۔

مورخہ 24-جون 2009 کو شیخ علاؤالدین صاحب ایم پی اے نے Medico Legal Cases (MLC) میں ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار نمبر 118/09 پیش کی تھی جسے اسمبلی نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 87 کے تحت 2 گھنٹے کی بحث کے لئے منظور کر لیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ شیخ علاؤالدین صاحب اپنی تحریک پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ:

جناب سپیکر: آپ motion پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف motion پڑھوں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 87 کے تحت تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کی تحریک

SHEIKH ALA-UD-DIN: I move:

"That the Assembly do now adjourn for discussion on adjournment motion No.118/09."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Assembly do now adjourn."

شیخ علاؤالدین صاحب! بحث کا آغاز کریں۔ دیگر معزز اراکین اسمبلی تقریر کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! جتنے MLC میں اس وقت عوام پریشان ہیں وہ ہر حلقے کے معزز رکن کو معلوم ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی معمولی جھگڑا، مار پیٹ یا کسی بھی قسم کا کوئی ایسا کام جس میں medico legal case بننے کی وجہ سے میڈیکل سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہو تو جب سرکاری ہسپتال میں مضروب کو یا جس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہو، اسے لے جایا جاتا ہے تو وہاں پر اکثر اوقات ہسپتالوں کا عملہ ڈاکٹروں کے front man کے طور پر کام کرتا ہے اور من پسند MLC دیئے جاتے ہیں۔ جس کے پاس پیسے نہیں ہوتے چاہے وہ مضروب ہو یا اس کی ہڈی بھی ٹوٹی ہوئی ہو تو اس کا MLC اسے genuine ملنا بہت مشکل ہے، اگر کہیں مل بھی جائے تو اس کے اندر اس قسم کا کوئی نکتہ رکھ دیا جاتا ہے جسے ایک مشہور اور بدنام زمانہ نکتہ "زیر مشاہدہ" کہتے ہیں وہ زیر مشاہدہ تقریباً چھ چھ مہینے مشاہدے سے ہی نہیں نکلتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پرچہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اول تو زیر مشاہدہ رکھتے رکھتے چھ ماہ گزر

جاتے ہیں جس کا آپ کو خود علم بھی ہے۔اس کے بعد ہوتا یہ ہے کہ فریقین کی آپس میں لوگ بات چیت شروع کرواتے ہیں جو فریق کمزور ہوتا ہے اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ صلح کر لے اور اگر کسی وجہ سے کسی زور آور کے خلاف پرچہ ہو جاتا ہے تو وہ اس کے medico legal case کو ڈسٹرکٹ ہسپتال میں ایک طریق کار کے تحت چیلنج کر دیتا ہے۔جب وہ وہاں جاتا ہے تو وہاں ایک بورڈ بنتا ہے، اول تو وہ بورڈ بنتا ہی نہیں ہے کیونکہ اس بورڈ کو بنانے کے لئے بھی بہت پیسوں کی ضرورت پڑتی ہے۔جب وہ بورڈ بن جاتا ہے تو وہاں سے من پسند result لینے کے لئے بھی پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی طرح جب بورڈ بنتے ہیں تو وہاں پر بھی بورڈ کے ڈاکٹروں کو approach کیا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ من پسند result لے لیا جائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اس بورڈ کا کبھی اجلاس ہی نہیں کرنے دیتے تاکہ اس کا کوئی فیصلہ نہ آ جائے۔میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں بنیادی بات یہ کی تھی اور حکومت کی یہ توجہ دلائی تھی کہ آج تک پنجاب کے جتنے اضلاع میں جتنے medico legal cases review میں پڑے ہوئے ہیں ان کی تفصیل دی جائے تو میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اس میں بہت سے cases ایسے ہیں جن کو آٹھ آٹھ، دس دس مہینے ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک بورڈ کی رپورٹ ہی نہیں آئی جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کو سامنے رکھ کر عدالتوں کو بے بس کر دیا جاتا ہے اور وہ یا تو ضمانتیں لے لیتے ہیں یا پھر indefinite تاریخیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے ایک طرف انصاف کے عمل میں بہت بڑی رکاوٹ کھڑی کی جاتی ہے اور دوسری طرف مظلوم فریق کو پیسا بھی ضائع کرنا پڑتا ہے اور اس کو ایک نہ ختم ہونے والی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: تمام ممبران ذرا غور سے سنیں جو شیخ صاحب فرما رہے ہیں۔جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اس وقت جتنے cases ضلعی سطح پر pending پڑے ہوئے ہیں وہ تمام ایوان کے سامنے لائے جائیں اور پوچھا جائے کہ یہ کتنے عرصے سے اور کیوں pending ہیں؟ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کیا جائے کہ جب کوئی medico legal case چیلنج ہو جائے تو وہ بورڈ اس case کی آٹھ دن کے اندر اندر اطلاع دے کہ اس میں ہمارا یہ version ہے تاکہ اگر بورڈ کا فیصلہ basic order سے contradict کرتا ہے یا اس کی تائید کرتا ہے تو وہ معاملہ کسی طرف لگ جائے، لوگوں کو انصاف مل سکے اور وہ اس پریشانی سے بچ سکیں۔شکریہ

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ مشورہ نوٹ کر لیں۔ ابھی اس پر دو گھنٹے کی بحث چلنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اگر کوئی بحث کرنا چاہے گا تو دو گھنٹے کی ہو گی۔ شیخ صاحب کے علاوہ تو کسی اور نے اس پر بحث نہیں کرنی۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس نام آئے ہیں اور ابھی میجر عبدالرحمٰن صاحب نے بولنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میرا خیال ہے کہ میجر عبدالرحمٰن صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب ہی اس پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، میجر عبدالرحمٰن صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر نے جو medico legal case کا نکتہ اٹھایا ہے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور لوگ اس کی وجہ سے سالہا سال بے گناہ ہونے کے باوجود جیلوں میں پڑے رہتے ہیں۔ اس کی ابتداء میرے خیال میں ہسپتالوں میں ڈاکٹروں سے زیادہ lower عملہ سے ہوتی ہے کیونکہ ڈاکٹر تو پھر بھی کچھ عرصے کے بعد ایک جگہ سے تبدیل ہو کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں لیکن lower عملہ پندرہ بیس سال سے ایک ہی جگہ پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ مجھے ایسے واقعات کا علم ہے۔ ہسپتالوں کے اندر ٹیم بنی ہوئی ہوتی ہے جس میں ایک ڈاکٹر، وارڈ سرونٹس اور ڈسپنسر ہوتے ہیں۔ جب ایک پارٹی اس ٹیم کے پاس جاتی ہے تو دوسری پارٹی کو دوسری ٹیم بلا لیتی ہے اور وہ اسے کوئی ضرب لگا کر سرٹیفکیٹ دے دیتی ہے۔ اس لئے اس دائرہ کار کو صرف ڈاکٹروں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ lower عملے کو بھی شامل کیا جائے۔ حکومت کا جو قانون ہے کہ تین سال کے بعد ایک آدمی چاہے وہ lower عملے میں ہے چاہے سینئر عملے میں، اس کو تبدیل ہونا چاہئے۔ اگر اس پر عمل ہو جائے تو ان حادثات میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک rule ہے کہ پولیس کے document کے بغیر ڈاکٹر MLC نہیں دے سکتا لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ڈاکٹر دے دیتے ہیں۔ پولیس بھی وہ ضربیں پہلے اپنے روزنامچے میں نوٹ کرتی ہے پھر وہ ایک سرٹیفکیٹ بنا کر دیتی ہے اس کے بعد وہ اس document کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں جب یہ procedure follow نہیں ہوتا تب ایسے واقعات زیادہ رونما

ہوتے ہیں اور جعلی medicol legal certificate بنتے ہیں۔ کوئی قانون ہی نہیں ہے کہ اگر ایک بورڈ یہ کہتا ہے کہ یہ جعلی سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے یا یہ خود ساختہ چوٹ کو ڈاکٹر نے درست قرار دیا ہے تو اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی کیونکہ قانون اس کے متعلق خاموش ہے اور نہ بورڈ والوں کو یہ اتھارٹی ہے کہ وہ اس ڈاکٹر کے خلاف case initiate کر سکے اگر اس چیز کی طرف بھی توجہ دی جائے اور قانون سازی کی جائے کہ بورڈ کو یہ اختیار ہو کہ جب ایک ڈاکٹر سرٹیفکیٹ دیتا ہے اور وہ سرٹیفکیٹ غلط ثابت ہو جاتا ہے تو اس کے خلاف خود بخود کارروائی شروع ہو جانی چاہئے۔ اس کے علاوہ بات جو جاتی ہے وہ forensic لیبارٹری تک جاتی ہے۔ زیادہ گڑ بڑ forensic لیبارٹری میں ہوتی ہے کیونکہ forensic لیبارٹری صرف ایک ہے ہر آدمی کو پتا ہے کہ میری چیزیں معائنے کے لئے چاہے وہ visceras ہے، چاہے وہ weapons ہیں یا کوئی اور چیز ہے یہ اسی لیبارٹری میں جانی ہے وہاں پر وہ مک مکا کر کے اپنے پرچے میڈیکولیگل غلط کرواتے ہیں اگر زیادہ forensic لیباٹریاں بن جائیں اور اس کی secrecy قائم ہو جائے کہ وہ جو specimen جاتا ہے اس کا کسی کو پتا نہ ہو کہ وہ کس لیبارٹری میں جا رہا ہے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے۔ دوسری جو سب سے بڑی serious چیز ہے وہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب پولیس کے اپنے تشدد سے لوگ زخمی ہوتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔ اس وقت ڈاکٹروں اور پولیس کی ملی بھگت کی مثال کہیں نہیں ملتی کیونکہ پولیس ڈاکٹروں پر پریشر ڈالتی ہے، ڈاکٹروں کو ہمیشہ پولیس سے کام پڑتے رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے غلط پرچے دینے ہوتے ہیں تو دونوں محکموں کی ملی بھگت سے تشدد کے cases بالکل ضائع ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو انصاف نہیں ملتا۔ ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں ضرورت ہے کہ حکومت اس پر مناسب قانون سازی کرے اور محکمہ صحت سے ایک تفصیلی رپورٹ منگوائیں جیسا کہ ہمارے فاضل ممبر نے یہ کہا ہے کہ کتنے کتنے cases بورڈ میں کتنی کتنی دیر تک پڑے رہتے ہیں۔ شاید ہم اس میں وقت تو مقرر نہ کر سکیں کیونکہ قانون کے مطابق دونوں پارٹیوں کو بورڈ نے تین دفعہ بلانا ہے۔ تین دفعہ بلانے کے باوجود نہ آئے تو پھر چوتھی دفعہ یکطرفہ کارروائی کر سکتے ہیں۔ اس لئے وقت مقرر کرنا مشکل ہے لیکن ان سے اگر یہ ڈیٹا منگوا لیا جائے کہ cases کتنی کتنی دیر سے pending پڑے ہوئے ہیں اور ان کی وجوہات کیا ہیں تاکہ ان وجوہات کو سامنے رکھ کر قانون سازی

کی جائے تو میرے خیال میں عوام کو ہم اس اذیت سے کسی حد تک نجات دلا سکتے ہیں، بہت مہربانی شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور میں اس تحریک کے سلسلہ میں شیخ صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ واقعی لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ میڈیکل سرٹیفکیٹ کم از کم 80 فیصد مقدمے بازی کا سبب بن رہے ہیں۔ لوگوں کی آپس میں صرف بول چال بھی ہو جائے تو خود ساختہ ضرب لگا کر جاتے ہیں۔ اب تو حالات یہ ہو گئے ہیں کہ عملہ ریٹ مقرر کر دیتا ہے کہ آپ نے کس دفعہ کا سرٹیفکیٹ بنوانا ہے تو عملہ اس حساب سے بنا دیتا ہے کہ ہڈی توڑنی ہے، اے ٹو کا لینا ہے، ایف کا لینا ہے، ایچ کا لینا ہے۔ اس حساب سے پیسے دیئے جاتے ہیں وہ خود عملہ ہی سب کچھ کر کے دے دیتا ہے اس کے لئے مشکل یہ ہے کہ جھوٹا سرٹیفکیٹ بن گیا۔ اب دونوں طرف ڈاکٹر صاحبان ظلم کرتے ہیں۔ پیسے مل جائیں تو جو مضروب نہیں ہوتا اس کا سرٹیفکیٹ بن جاتا ہے، اگر ملزمان کی طرف سے پیسے مل جائیں تو پھر جو صحیح مضروب ہوتا ہے اسے خود ساختہ declare کر کے دے دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے ایک ہی اتھارٹی ہے کہ آپ بورڈ میں جائیں اور بورڈ بٹھا کر یہ فیصلہ کریں کہ یہ خود ساختہ ہے یا نہیں۔ اس کے لئے ایک اتنا پیچیدہ طریق کار ہے کہ پہلے تو ڈی سی بورڈ مقرر کر دیتا تھا۔ اب ڈی سی او کے پاس بھی اختیار نہیں ہے اور اب سول کورٹ میں جانا پڑتا ہے۔ اس میں کئی تاریخیں سول کورٹ میں بھگتنا پڑتی ہیں تب جا کر بورڈ کا آرڈر ہوتا ہے۔ جب بورڈ میں کیس چلا جاتا ہے تو پھر کئی ہفتے لگ جاتے ہیں، بورڈ نہیں بیٹھتا۔ اس کے علاوہ اس بورڈ میں وہ ڈاکٹر بھی ممبر ہوتا ہے جس نے جھوٹا سرٹیفکیٹ بنایا ہوتا ہے حالانکہ اس کو اس بورڈ کا ممبر نہیں ہونا چاہئے اس کو بھی ممبر بنایا گیا ہے۔ ہر ضرب کے دن مقرر ہیں کہ وہ پندرہ دن کے بعد، بیس دن کے بعد یا پچیس دن کے بعد بورڈ بھی اس قابل نہیں رہتا کہ وہ یہ بتا سکے کہ یہ ضربات خود ساختہ ہیں یا نہیں۔ وہ یہی کہتا ہے کہ میعاد گزر چکی ہے اس کا رزلٹ clear نہیں کیا جا سکتا کہ یہ خود ساختہ ہے یا نہیں اس کو میں پولیس یا عدالت کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔ جب پولیس کی صوابدید پر چھوڑا جاتا ہے تو پھر وہاں پر مک مکا ہوتا ہے۔ وہاں ان کی مرضی ہوتی ہے کہ اگر پیسے مل جائیں تو وہ بے گناہ کر دیں اور اگر پیسے نہ ملیں تو وہ گناہگار کر دیں۔ ایک ڈاکٹر نے پتا نہیں کتنے آدمیوں کو ملوث کیا ہوتا ہے، میری گزارش ہے کہ اس میں کم از کم اتنا ضرور کر دیا جائے

کہ جب بورڈ بیٹھتا ہے اور جب مقامی ڈاکٹر سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اور بورڈ اس کو کہتا ہے کہ نہیں یہ جھوٹا ہے، خود ساختہ ہے، مقامی ڈاکٹر نے غلط دیا ہے تو کم از کم بورڈ کو یہ سفارش ضرور کرنی چاہئے کہ مدعی اور اس ڈاکٹر کے خلاف بھی کارروائی ضرور ہو تاکہ جھوٹے سرٹیفکیٹس کی روایت ختم ہو۔ اگر ڈاکٹر کا قصور ہے اور اس کے خلاف کارروائی نہیں کریں گے تو وہ پیسوں کے لالچ میں آکر کتنے شریف لوگوں کی اور کتنے غریب لوگوں کی پگڑی اچھل جاتی ہے۔ وہ کئی کئی ہفتے، کئی کئی مہینے جیلوں میں پڑے رہتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جب تک ان جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹس کو نہ روکا گیا آپ تھانوں سے کیسوں کی لسٹ منگوالیں 80 فیصد یہی جھوٹے کیس میڈیکل کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر مقدمے بازی میں شریف لوگوں کو ملوث کر رہے ہیں۔ وزیر قانون صاحب اس میں یہ بھی کریں کہ ڈی سی او صاحب کو اختیار دیں اور وہ فوری طور پر بورڈ بٹھائیں۔ الزام الیہ کہتا ہے یا ملزمان کہتے ہیں کہ ایک ہفتے میں، اس ضرب کی میعاد کے اندر اندر اس کا فیصلہ کریں تاکہ صحیح رزلٹ سامنے آجائے کہ یہ ضرب جھوٹی تھی، خود ساختہ تھی یا صحیح تھی۔ میری ایک بات یہ ہے کہ یہ چھوٹے موٹے کیس جو ہوتے ہیں وہ بھگت رہے ہیں اس میں آج کل جو غلط ظلم ہو رہا ہے وہ یہ ہو رہا ہے کہ ہر کیس میں ریپ کا لفظ دے کر صرف پارٹی بازی یا مقدمہ بازی کی وجہ سے یا کریمینل لوگوں کی وجہ سے جب شریف لوگوں پر ریپ کے کیس بنا دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے عورتوں کے مظلوم ہونے کی وجہ سے انہوں نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے کہ اگر عورت کی ذات سے کہیں بھی کوئی زیادتی ہو گی تو اس پر سخت ایکشن لیا جائے گا اور فوری ایکشن لیا جائے گا لیکن مقدمے بازوں اور کریمینل لوگوں نے بھی فائدہ اٹھانا شروع کر دیا کہ انہوں نے اب اپنے cases چھوڑ دیئے ہیں اور پرچے درج کروانے شروع کر دیئے ہیں حتٰی کہ ریپ تک کے ناجائز کیس بنوانے شروع کر دیئے ہیں۔ ریپ کا معاملہ یہ ہے کہ جب پرچہ درج ہو جاتا ہے تو کئی کئی سال لگ جاتے ہیں اس کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ یہ قابل راضی نامہ نہیں رہتا تو اس سلسلے میں بھی میری ایک تجویز ہے کہ اتنی ضرور مہربانی کریں کہ اگر کوئی ریپ کا کیس درج کرواتا ہے اور ملزمان یہ کہتے ہیں کہ ہم بے گناہ ہیں، وہ چیخ و پکار کرتے ہیں تو کم از کم اس کا ڈی این اے ٹیسٹ ضرور کروایا جائے اور ڈی این اے ٹیسٹ کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے اگر ڈی این اے ٹیسٹ کے مطابق یہ بات سامنے آجائے کہ اس نے گناہ کیا ہے تو اس کو بالکل سزا ملنی چاہئے۔

اگر ڈی این اے ٹیسٹ آ جاتا ہے کہ یہ گناہ نہیں ہوا تو اس case کو فوری طور پر خارج کرنا چاہئے۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ پولیس والے کہتے ہیں کہ ہم نے تو کہا ہے لیکن مدعیہ کہتی ہے کہ میں ڈی این اے ٹیسٹ نہیں کروانا چاہتی کیونکہ اسے پتا ہوتا ہے کہ یہ جھوٹا case ہے اور جب ڈی این اے ٹیسٹ ہوا تو میرا یہ case خارج ہو جائے گا تو وہ نہیں کروانا چاہتی اور ملزمان جیل میں پڑے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ لا منسٹر صاحب بیٹھے ہیں تو یہ ایک ہدایت آئی جی صاحب کی وساطت سے تمام SHOs کو دیں کہ اگر کوئی مدعیہ ریپ کا case کرواتی ہے مگر ڈی این اے ٹیسٹ نہیں کرواتی تو ایسے case کو جھوٹا تصور سمجھتے ہوئے فوری خارج کیا جائے تاکہ ایسے case میں بے گناہ اور شریف لوگ ذلیل نہ ہوتے رہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک کے محرک نے آج بڑے اچھے پوائنٹ کی نشاندہی کی ہے جس پر انہیں appreciate کیا جانا بہت ضروری ہے۔ جعلی MLC تمام برائیوں اور لڑائیوں کا موجب بنتا ہے اور وہ میڈیکل آفیسر جس پر حکومت اتنی زیادہ رقم خرچ کرتی ہے اور جب اس کے پاس اختیار آتا ہے تو وہ رقم کے عوض جعلی MLC جاری کر کے لوگوں کے حقوق کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ بعض cases میں تو یہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر گھر میں بیٹھا ہوتا ہے اور ڈسپنسر ہی MLC وغیرہ مکمل کروا کر ڈاکٹر صاحب کے پاس لے جاتے ہیں کہ آپ صرف دستخط کر دیں اور باقی سارا کام میں نے کر دیا ہے۔ اسی طرح بعض RHC میں ڈسپنسر اتنے طاقتور ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی شخص جعلی MLC کے لئے جاتا ہے تو وہ خود ہی اس کی ہڈی توڑتے ہیں اور پھر جعلی MLC جاری کر دیتے ہیں۔ ایک اور trend یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کوئی genuine مقدمہ بنتا ہے تو اس کو defeat کرنے کے لئے آج کل cross version کو بنانے کے لئے بھی جعلی MLC جاری کر دیا جاتا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ جتنا گڑ ڈالیں گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ ہر RHC میں ایسے ڈسپنسر موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ اتنی رقم لے آئیں اور ہم سے جعلی MLC حاصل کر لیں۔

جناب سپیکر! میڈیکل بورڈ میں بھی کافی مسائل ہیں کہ اگر کوئی شخص زخمی ہے اور وہ بار بار میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش نہیں ہوتا اور اگر وہ میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش ہو کر یہ کہہ دیتا ہے کہ

میں اپنا re-medical examination نہیں کروانا چاہتا تو بورڈ کے پاس کوئی ایسے اختیارات نہیں ہیں کہ اسے re-medical examination پر مجبور کیا جائے۔ پہلے میڈیکل بورڈ ڈی سی وغیرہ بنایا کرتے تھے اور اب یہ مجسٹریٹ کے ذریعے ہوتا ہے تو ان کے لئے بھی کوئی وقت کی قید مقرر نہیں ہے۔ انہیں بھی اس کے لئے پابند کرنا ہوگا اور اس کے لئے rules & regulations میں کافی ترامیم کرنی پڑیں گی۔

جناب سپیکر! 302 کے cases میں ڈاکٹر صاحبان یہ کرتے ہیں کہ ہر DHQ یا THQ میں، سب کو پتا ہوتا ہے کہ فلاں ڈاکٹر اس مسئلے میں ملزم کی مدد کر سکتا ہے اور بعض cases میں یہ دیکھا گیا ہے 302 کے پوسٹ مارٹم رپورٹ میں duration of injuries کے حوالے سے ٹائم کا مسئلہ ہوتا ہے تو اس میں وہ ڈاکٹر صاحبان ایسا ٹائم لکھتے ہیں کہ اگر وقوعہ دو بجے کا ہے تو وہ injuries صبح آٹھ بجے کی ظاہر کر دیتے ہیں جس سے ultimately فائدہ ملزم فریق کو پہنچتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ rules میں کافی ترامیم کرنی چاہئیں اور اس کے لئے Law Ministry کو باقاعدہ ایک کمیٹی بنا کر اصلاحات کرنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ، جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جعلی MLC کی نشاندہی کی ہے تو میں اس سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ نتائج تو یہی ہیں جو سامنے آئے ہیں یا شیخ صاحب اور دوسرے فاضل ممبران صاحبان نے اس معزز ایوان کے سامنے رکھے ہیں لیکن اب اس کا کیا کیجئے؟ اس [***] میں تو ایسا ہی ہوگا چاہے آپ کچھ بھی کر لیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! معاشرے کو تو آپ کرپٹ نہ کہیں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: اس میں سول سوسائٹی خود شامل ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو جعلی MLC بنوانے جاتے ہیں، جھوٹے پرچے درج کروانے جاتے ہیں، وہ کون لوگ ہیں؟

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کسی طبقے کی بات کریں، سارے معاشرے کو کرپٹ نہ کہیں۔ آپ کے نزدیک سارا معاشرہ ہی کرپٹ ہے تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں سارے معاشرے کی بات نہیں کرتا لیکن پھر یہ نتائج ایسے کیوں ہیں؟ اگر معاشرہ کرپٹ نہیں ہے تو پھر یہ نتائج سامنے کیوں ہیں۔ گھر میں، پڑوس میں کوئی مرغیاں ہی لڑ پڑتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میڈیکو لیگل کے بارے میں بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے پس پردہ با اثر اور پیسے والے لوگ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنوا سکتے ہیں۔ میڈیکو لیگل جھوٹا بھی بنواتے ہیں۔ اگر کوئی سچا بھی میڈیکو لیگل بن جائے تو اسے بھی جھوٹا بنوانے کے لئے یہ پہنچ جاتے ہیں جس سے عوام آئے روز متاثر ہو رہے ہیں۔ ایسے ایسے طریقے بھی ایجاد ہو گئے ہیں کہ ہڈی اگر ٹوٹی بھی نہیں ہے تو ایکسرے میں ٹوٹی نظر آنے لگ جاتی ہے۔ آپ اس کا کیا علاج کریں گے؟ بورڈ بیٹھتا ہے اور بورڈ کی بھی بات ہوئی ہے تو بورڈ کو پیسے پہنچ جائیں گے اور غلط میڈیکو لیگل سچا بن جائے گا اور جو سچا ہے وہ جھوٹا بن جائے گا۔ اسی طرح لوگ جعلی میڈیکو لیگل کے لئے جب ڈاکٹر کے پاس جائیں گے تو اگر اس کو کچھ بھی نہیں ہے تو ڈاکٹر جو چاہے گا اس جھوٹے کو غلط میڈیکو لیگل بھی دے دے گا۔ تھانوں میں پرچے درج کروانے کے بھی ریٹ مقرر ہیں۔ میڈیکو لیگل بنانے کے بھی ریٹ مقرر ہیں اور غلط میڈیکو لیگل کو سچا بنانے کے لئے بھی ریٹ مقرر ہیں اور سچے کو جھوٹا میڈیکو لیگل بنوانے کے لئے بھی ریٹ مقرر ہیں۔ اس کا کیا کیجئے؟ شکریہ

جناب سپیکر: چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کو appreciate کرنا چاہوں گا جنہوں نے انتہائی اہم مسئلے پر اس ایوان کی توجہ مبذول کروائی۔ میں یہاں پر اپنے ان ساتھیوں کو بھی appreciate کرتا ہوں جنہوں نے اس مسئلے پر روشنی ڈالی اور اپنے مسائل کو یہاں پر بیان کیا۔

جناب سپیکر! ساری دنیا میں ایک مسلمہ اور مروجہ اصول ہے کہ government کے functionaries عوام کی بہتری اور سہولت کے لئے ہوتے ہیں اور انہیں حکومت بناتی ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان میں جتنے محکمے ہیں وہ کوئی نہ کوئی مسئلہ پیدا کرنے کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک ہمارا محکمہ صحت بھی ہے۔ محکمہ صحت کے ڈاکٹروں سے زیادہ پڑھا لکھا شخص بھی کوئی اور نہیں ہے۔ میرے بھائیوں نے جن مسائل کی نشاندہی کی ہے جن کی وجہ سے معاشرے میں غریب اور شرفا پریشان ہوتے ہیں۔ عدالتوں پر بوجھ بڑھتا ہے، پولیس الگ سے پریشان ہوتی ہے۔ کمائی کرنے والے کوئی اور ہوتے ہیں اور غریب آدمی جیلوں میں پس کر رہ جاتا ہے۔ اس میں بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی گنہگار بھی بچ جاتا ہے لیکن زیادہ تر بے گناہ لوگوں کو سزا ملتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس نظام کو بدلنے کے لئے، ہم ان پر جتنے مرضی چیک لگالیں، میرے علم میں بھی ہے کہ نہ صرف ڈاکٹر بلکہ ڈسپنسروں نے اپنی ٹیمیں بنا رکھی ہیں۔ وہ ہسپتالوں میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کے کارندے دوسری جگہوں پر بیٹھ کر سارا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ میڈیکل بورڈ اسی ہسپتال کے ڈاکٹر یا کسی نزدیک کے ہسپتال کے ڈاکٹر وہیں پر بیٹھ کر کرتے ہیں تو colleague اپنے colleague کی مدد کرتا ہے۔ آج تک کسی ڈاکٹر کو کبھی سزا نہیں ملی، کیا وجہ ہے؟ انہیں سزا نہ ملنے کی وجہ سے، ان کی accountability نہ ہونے کی وجہ یہ مرض بڑھتا جا رہا ہے۔ ایک تجویز تو یہ ہے اس پر چیک رکھنے کے لئے یہ کرنا چاہئے کہ تمام اضلاع میں میڈیکل کالجوں کے اپنے اپنے متعلقہ شعبہ کے پروفیسر وہاں جا کر نہ صرف ہسپتال کا جائزہ لیں، ان کی بہتری چیک کریں، ان کے نقائص کی نشاندہی کریں بلکہ وہ میڈیکل بورڈ بھی وہاں جا کر کریں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ پولیس کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی میڈیکولیگل آ جاتا ہے تو اس پر پرچہ درج کرنا فوری طور پر لازم ہو جاتا ہے۔ اگر پولیس پرچہ درج نہیں کرتی تو وہ court کے ذریعے بھی پرچہ درج کروا لیتے ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں تجویز دینی چاہئے کہ ضابطہ فوجداری میں ترمیم کرتے ہوئے ڈاکٹروں کو جو اختیار ملا ہے کہ وہ declare کریں کہ کسی کی injury آئی ہے یا نہیں لیکن وہ قابل دست اندازی پولیس بنایا گیا ہے اس کا اس وقت تک پرچہ درج نہ ہو جب تک حقائق ثابت نہ کر دیں کہ واقعی لڑائی ہوئی تھی۔ اس ضابطہ فوجداری میں تبدیلی کے لئے ہمیں وفاقی حکومت، وفاقی پارلیمنٹ سے سفارش کرنا پڑے گی۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہماری طرف سے یہ تجاویز بھیجی

جائیں کہ ضابطہ فوجداری میں تبدیلیاں لائیں جس طرح پولیس rules میں تبدیلی آنی چاہئے اسی طرح سے اس ضابطہ فوجداری میں بھی تبدیلی لائی جائے۔ اس طرح ہم اپنے معاشرے کو اصلاح کی جانب لے کر چل سکتے ہیں اور ڈاکٹروں، ڈسپنسروں کی چیرہ دستیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اس طرح سے ٹاؤٹوں اور جو ہمارے معاشرے کو بگاڑنے کا کردار ادا کر رہے ہیں ان کو ہم نکیل ڈال سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ گورنمنٹ انتہائی ذمہ دار ہے، اس نے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے آج تک جو measures لئے ہیں اس میں ان لوگوں کو پریشانیوں سے بچانے کے لئے اور انہیں معاشی قتل سے بچانے کے لئے یہ بھی بہت بڑا عنصر ہوگا۔ اس طرح سے ہماری عدالتوں پر بھی بوجھ کم ہوگا، ہماری پولیس پر بھی بوجھ کم ہوگا اور معاشرہ بھی بہتر ہوگا۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ غزالہ رانا!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا جو موضوع ہے medico legal cases یہ aspect of health بہت ہی اہم ہے۔ میں خود بھی Rural Health Centre میں کام کر چکی ہوں اور میں نے کم از کم پانچ سال medico legal پر کام کیا ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ جن ڈاکٹروں کو Rural Health Centre، THQ یا DHQ میں appoint کیا جاتا ہے وہ بالکل fresh ہوتے ہیں اور جب وہ وہاں جاتے ہیں وہ بالکل innocent ہوتے ہیں۔ نئے ڈاکٹرز ہوتے ہیں، young ڈاکٹرز ہوتے ہیں اور ان کا کوئی experience نہیں ہوتا۔ وہاں پر جو already عملہ پچیس پچیس سال اور پندرہ پندرہ سال سے موجود ہوتا ہے وہ ڈاکٹروں کو misguide کرتا ہے اور ڈاکٹر کو کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب یہ صحیح ہے، نہیں جی، ڈاکٹر صاحب وہ صحیح ہے۔ اس کے بعد جب ڈاکٹر اپنے طور پر کام کر دیتا ہے تو وہ لوگ جا کر پارٹیوں کو بتاتے ہیں کہ ڈاکٹر اس طرح کا ہے اور اس طرح کا ہے۔ اس لئے جب ہم ڈاکٹروں کی appointments کریں تو ان کے لئے یہ ضروری ہو کہ انہوں نے کم از کم medico legal میں ہاؤس جاب کیا ہو۔ ان ڈاکٹروں کو آپ Rural Health Centre میں بھیجیں تاکہ ان کو medico legal پہلے سے ہی آتا ہو۔ صرف ایم بی بی ایس کرنے سے medico legal aspect نہیں آتے وہاں صرف ہمیں پڑھایا جاتا ہے پریکٹیکل نہیں کروایا جاتا اس لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ جس ڈاکٹر کو بھی آپ Rural Health Centre میں بھیج رہے

ہیں اس کی appointment ایسی ہو کہ اس نے Medico Legal Programme میں ہاؤس جاب کیا ہوا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ mature ڈاکٹروں کو Rural Health Centre میں بھیجیں۔ جب young ڈاکٹر جاتے ہیں تو وہاں پر political pressure ہوتا ہے، وہاں پر پولیس کا پریشر ہوتا ہے اور عوام کا پریشر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ گھبراتے ہیں۔ اگر وہاں پر mature ڈاکٹر جائیں گے وہ maturity سے cases کو handle کریں گے۔ میں اپنی مثال دیتی ہوں میں بھی وہاں پر گئی ہوں چونکہ میں mature ڈاکٹر تھی اس لئے میں نے کسی کی بات پر کان نہیں دھرے۔ سب کو پتا تھا کہ اس ڈاکٹر نے وہی بات کرنی ہے جو ہے اس لئے وہاں کم از کم mature ڈاکٹر کو بھیجیں تاکہ وہ کسی کے رعب، دبدبے اور ڈر میں نہ آئیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ کوشش یہ کی جائے کہ جس Rural Health Centre یا تحصیل میں آپ نے ڈاکٹر appoint کرنا ہے وہ ڈاکٹر وہاں سے related ہو۔ ڈاکٹر اس جگہ سے related بھی ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی appointments شہروں میں کرواتے ہیں۔ ان ڈاکٹروں کو وہاں بھیجیں تاکہ ان کو پتا ہو کہ جہاں سے یہ کیس آیا ہے وہاں پر چودھری کون ہے، وہاں پر کونسلر کون ہے اور ناظم کون ہے؟ کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو مظلوم ہوتا ہے وہ پرچہ نہیں کٹوانا چاہتا لیکن وہاں کا کونسلر، وہاں کا چودھری اس کو مجبور کرتا ہے کہ پرچہ ضرور کٹواؤ جس کی وجہ سے مزید problems create ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ ڈاکٹروں کو خریدنا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے تو وہاں پر mature ڈاکٹروں کو بھیجیں، ڈاکٹروں کا medico legal میں تجربہ ہو تب وہ وہاں جا کر صحیح کام کر سکتا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کو protection دی جائے، وہاں پر ڈاکٹروں کی کوئی protection نہیں ہے، کوئی facilitation نہیں ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر کسی Rural Health Centre میں جا کر جاب کرتا ہے وہ اتنا backward area ہوتا ہے کہ ڈاکٹر وہاں پر survive کر ہی نہیں سکتا۔ وہ اپنے بچوں کو وہاں پر رکھ ہی نہیں سکتا جس کی وجہ سے وہ وہاں پر 24 گھنٹے نہیں رہتا۔ حالانکہ medico Legal ڈاکٹروں کی 24 گھنٹے ڈیوٹی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے دو بجے کے بعد اکثر Rural Health Centre میں ڈاکٹر نہیں ملتا۔

پانچویں بات یہ ہے کہ پولیس کو educate کیا جائے۔ پولیس اکثر پیپر کم لے کر آتی ہے، پورے پیپرز لے کر نہیں آتی اور وہ ڈاکٹروں پر پریشر ڈالتی ہے کہ انہی پیپر کو دیکھ کر آپ پرچہ کاٹ دیں۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ آپ پیپر لے کر آئیں اس کی وجہ سے دونوں پارٹیاں کہتی ہیں کہ پولیس اور ڈاکٹروں کی آپس میں commitment ہو رہی ہے حالانکہ وہ commitment نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ ڈاکٹر یہ insist کر رہا ہوتا ہے کہ پولیس پیپر پورے کر کے لائے جس کی وجہ سے اکثر dead bodies صبح سے شام تک پڑی رہتی ہیں اور وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی ہوتا ہے۔ اگر ڈاکٹر کر دے تو اس پر objection شروع ہو جاتے ہیں اس لئے پولیس کو educate کرنا بہت ضروری ہے۔ پولیس کم از کم murder cases میں پورے پیپرز لے کر آئیں تاکہ ٹائم پر پرچہ درج ہو۔

چھٹی بات یہ ہے کہ اکثر Rural Health Centre میں پوسٹ مارٹم کا بندوبست نہیں ہے ڈاکٹروں کو دوسری جگہوں پر جا کر پوسٹ مارٹم کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک ڈاکٹر Rural Health Centre میں ہے اور اس کو تحصیل ہیڈ کوارٹر میں جا کر پوسٹ مارٹم کرنا پڑتا ہے تو اس کی وجہ سے ڈاکٹر کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے، پولیس کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور جن کا murder ہوا ہوتا ہے ان کا وقت ضائع تو ہونا ہی ہوتا ہے اس لئے ہر Rural Health Centre میں ایسا انتظام کیا جائے کہ وہیں پر ہی پوسٹ مارٹم ہو۔ یہ سب سے بڑی وجہ ہے جس سے پوسٹ مارٹم میں problems ہوتے ہیں۔ میڈیکل بورڈ کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ اس کے لئے آٹھ ہفتے ہوتے ہیں، آٹھ ہفتوں تک میڈیکل بورڈ کا رزلٹ چاہئے ہوتا ہے، آٹھ ہفتے کے بعد اگر میڈیکل بورڈ رزلٹ نہیں دیتا تو اس medico legal کو cancel کر دیا جاتا ہے۔ اگر ڈاکٹروں پر political pressure نہ ہو، کیونکہ اکثر یہ بھی ہوا ہے کہ اگر ڈاکٹر نے ان کی پسند کا پرچہ نہیں کاٹا تو اس پر تشدد بھی کیا گیا۔ ڈاکٹروں کو Rural Health Centre میں کوئی protection نہیں ہے جس کی وجہ سے problems اور زیادہ ہوتے ہیں۔ وہاں جاتے ہوئے ڈاکٹر ڈرتے ہیں اور جو ڈاکٹر جاتے ہیں وہ اپنی protection کے لئے ان کی بات مان لیتے ہیں اور پیسے لینے شروع کر دیتے ہیں۔ آپ ان کو اتنا facilitate کریں کہ وہ پیسے ہی نہ لیں۔ یہ میری آپ سے عرض ہے کہ ڈاکٹروں کو facilitate کریں ان کو وہاں پر protection دیں تب جا کر یہ problem حل ہو گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ! محترمہ!۔۔۔آپ کے پاس دو منٹ ہیں پھر ہم نے اس کو wind up بھی کرنا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین کی بہت مشکور ہوں کہ وہ بہت اہم مسئلے کو لے کر آئے ہیں۔ یہ بہت پیچیدہ مسئلہ ہے اس میں صرف ڈاکٹروں کا یا ہیلتھ سے related عملے کا ہی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس میں جتنے بھی لوگ involve ہیں ان کا عمل دخل ہے۔ پولیس کرپٹ ہے اس کی کرپشن سے پھر ڈاکٹروں پر پریشر ہوتا ہے۔ ہمیں دونوں چیزوں کو دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: پہلے تو ڈاکٹر صاحب کے پاس جاتے ہیں پھر پولیس کے پاس جاتے ہیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پہلے پولیس کے پاس جاتے ہیں پھر ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ اکثریہ cases پولیس ہی ڈاکٹر کے پاس لے کر آتی ہے۔ جب تک تمام محکموں میں کرپشن کا خاتمہ نہیں ہوگا اور یہ کیسے خاتمہ ہوگا؟ اس کے لئے سزا دی جائے۔ جب ڈاکٹروں کو سزا دی جائے تو پھر پولیس کو بھی سزا دی جائے۔ صرف ایک ہی شعبے کو victimize نہ کیا جائے۔ جیسا کہ محترمہ نے کہا ہے کہ proper training ہونی چاہئے صرف ایم بی بی ایس کر کے لوگ Rural Health Centre میں چلے جاتے ہیں اور وہاں پر ان کی proper training نہیں ہوتی۔ forensic کی proper training ہونی چاہئے۔ وہی لوگ MLC کریں جن کے پاس proper training ہو اور ان کو security بھی فراہم کی جائے۔ کیونکہ ان کے ساتھ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ young ہوتے ہیں، ان کی young families ہوتی ہیں، بچے ہوتے ہیں اس لئے ان کو proper security فراہم کی جائے۔ زیادہ تر ڈاکٹر ظاہر ہے کہ وہ ایسی فیلڈ میں گئے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں مگر ان پر جب پریشر ہو، ان کا بچہ اغواء کر لیا جائے، ان کی بیوی پر تشدد کیا جائے یا ان پر تشدد کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: دس منٹ کے لئے ہاؤس کا ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جو ڈاکٹرز Rural Health Centre میں ہیں ان کی تنخواہیں بڑھادی جائیں۔ آپ نے judiciary کی تنخواہیں بڑھائی ہیں جبکہ ان ڈاکٹروں کے پاس رشوت کے چانس زیادہ ہوتے ہیں، بہت کم کم تنخواہوں میں یہ بیچارے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تنخواہ بڑھا دی جائے تاکہ ان کا کوئی

incentive ہی نہ رہے ان کو Rural Health Centre میں سہولیات فراہم کی جائیں۔ان کے بچوں کی ایجوکیشن کے لئے ان کو مزید facilities فراہم کی جائیں۔اس کے علاوہ ایک standardized procedure ہونا چاہئے، کوئی standardized procedure نہیں ہے۔Exam کے لئے kits ہونی چاہئیں، تمام دنیا میں ایسے ہوتا ہے کہ rape kits ہوتی ہیں اس کے علاوہ wound kits ہوتی ہیں، آپ sealed kits کھولیں اس میں evidence collect کیا جائے، اس کو واپس seal کر دیا جائے اور اس پر signatures کئے جائیں تاکہ پتا چلے۔یہ ایک standardized procedure ہے اس standardized procedure کے لئے ہمیں کوششیں کرنی چاہئیں کہ تمام پنجاب میں جرائم کے evidence collect کرنے کے لئے کم از کم ایک standardized procedure ہونا چاہئے۔اس کے علاوہ تمام ڈاکٹرز ،زیادہ تر trained doctors شہروں میں رہنا چاہتے ہیں ہمیں چاہئے کہ کوئی ایسا طریق کار بنایا جائے کہ وہ Rural Health Centre میں زیادہ جائیں، ان کو کوئی incentives دیئے جائیں تاکہ وہ Rural Health Centre میں جائیں اور تبھی کرپشن کا خاتمہ ہو سکتا ہے جب ہم سب مل کر کچھ کریں۔ہم political pressure ڈالتے ہیں، ڈاکٹرز کیوں pressure میں آتے ہیں، ہم سیاستدان ہی ڈاکٹرز کے پاس اپنی پارٹی کا کام لے کر جاتے ہیں۔ ہماری بھی responsibility ہے کہ ہم صرف تنقید برائے تنقید نہ کریں ہم اپنے عمل سے بھی ثابت کریں کہ واقعی ان کو ان کا کام کرنے دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنا کام دیانتداری سے کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔رانا صاحب آپ اس کو wind up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ وہ ایک انتہائی اہمیت عامہ کے مسئلہ کو اس Adjournment Motion کے ذریعے نوٹس میں لائے اور باقی جن ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا ہے میں ان کا بھی بے حد مشکور ہوں اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو انہوں نے اچھی تجاویز دی ہیں جیسے انہوں نے اس procedure کو change کرنے سے متعلق کہا ہے اور جو میڈیکل کالج کے پروفیسر ہیں ان سے متعلق تجویز آئی ہے کہ ان کو اس میں involve کیا جائے۔Mature doctors کو لگانے کی بات ہوئی ہے، یہاں پر ڈاکٹرز

کی protection کی بات ہوئی ہے تو یہاں پر جو متعلقہ سرجن میڈیکل بورڈ ہیں وہ بھی اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: ایک اہم بات اور بھی آئی ہے کہ جس ڈاکٹر نے medico legal پہلے دیا ہے وہ بورڈ کا ممبر ہوتا ہے اس کو بورڈ کا ممبر نہیں ہونا چاہئے یہ بھی ان کی تجویز ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، میں اس بارے میں بھی عرض کروں گا تو یہ جو متعلقہ لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے تمام تجاویز نوٹ کی ہیں اور یہ جو اس کا notification ہے اس کی کاپی میں تمام معزز اراکین کو جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا ہے فراہم کر دوں گا اس میں further بھی اگر کوئی amendment وہ suggest کریں گے تو اسے بھی incorporate کیا جائے گا اور اس notification کو renotify کیا جا سکتا ہے اور بہتر کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ڈی این اے ٹیسٹ کا بھی انہوں نے کہا ہے کہ rape cases میں ڈی این اے ٹیسٹ بہت ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اس میں کچھ legal hindrances بھی ہیں کہ خواتین کو legally یہ حق دیا جائے کہ ان کا طبی ملاحظہ ان کی consent کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس وقت جو صورتحال ہے اس میں first level پر Rural Health Centre میں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں یا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں سب سے پہلے میڈیکل آفیسر آتا ہے وہ M.L.C جاری کرتا ہے اگر اس سے کسی کو کوئی شکایت ہو کہ وہ غلط جاری کیا گیا ہے یا اس میں بدنیتی سے کام لیا گیا ہے اس میں جو معزز ممبران نے observations دی ہیں تو اس کے بعد second level ہے اس میں ڈی ایچ کیو ہسپتال کا میڈیکل آفیسر MLC جاری کرتا ہے۔ اس ہسپتال کا جو ایم ایس ہے وہ اس بورڈ کا ممبر ہوتا ہے اس کے علاوہ اس ڈسٹرکٹ کا جو ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ہوتا ہے وہ اس کا ممبر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ایک سرجن اس کا ممبر ہوتا ہے وہ میڈیکل آفیسر جس نے اس کا رزلٹ کاٹا ہوتا ہے وہ اس کا ممبر نہیں ہوتا۔ یہ تین رکنی بورڈ جو ہے یہ second level پر فیصلہ کرتا ہے کہ میڈیکل آفیسر نے جو میڈیکل سرٹیفکیٹ دیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ اور یہاں پر اس کو تھوڑا سا regulate کرنے کے لئے یہ رکھا گیا ہے کہ اگر کسی

پارٹی یا فریق نے اس MLC پر کوئی یعنی بورڈ سے check کروانے کے لئے کہنا ہے تو اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہ اس علاقہ کا جو متعلقہ مجسٹریٹ ہے اس کو application دے گا and it is very simple اس میں کوئی زیادہ دیر والی بات نہیں ہے کہ وہ متعلقہ علاقہ کا جو مجسٹریٹ ہے اس کو application دیں گے اور اس کے آرڈر پر میڈیکل بورڈ تشکیل پائے گا یہ already notify ہے اس میں نئے سرے سے تشکیل پانے والی کوئی بات نہیں ہے اور وہ جو بورڈ ہے وہ اس کا جائزہ لے گا اب second level پر اس بورڈ سے بھی اگر کوئی satisfy نہیں ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اس میڈیکل آفیسر کی اور بورڈ کی opinion کو ایک اور level پر verify کروایا جائے تو اس کے لئے third level رکھا گیا ہے اس میں بورڈ کا جو چیئرمین ہے وہ surgeon medico legal officer Punjab ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ایک شعبہ forensic ہے اس کے associate professor ممبر ہوتے ہیں۔ Assistant professor متعلقہ ٹیچنگ اس region کے teaching hospital کا جو ایم ایس ہوتا ہے وہ اس کا ممبر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ یہ بورڈ کسی بھی متعلقہ شعبے کے ممبر کو co-opt کر سکتا ہے یہ اتنا high level بورڈ ہوتا ہے کہ جس میں سرجن جنرل ہوتا ہے جس میں متعلقہ region کا جو teaching hospital ہے اس کا ایم ایس ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ایک پروفیسر شعبہ فورینسک میڈیسن ہوتا ہے اور اس کے علاوہ وہ کسی اور پروفیسر کو co-opt کر سکتے ہیں تو اس کے بعد third and final level ہے اور یہ appellate level بھی کہلاتا ہے اس کے بعد معاملہ کو حتمی شکل دی جاتی ہے اس وقت یہ جو میڈیکل بورڈز ہیں ان میں قطعی طور پر کوئی اتنی زیادہ tendency نہیں ہے بعض صورتوں میں ایسا ہوتا ہے کہ بعض اوقات مظلوم لوگ پیش ہونے سے تھوڑا بہت گھبراتے ہیں تو اس وجہ سے تھوڑی بہت دیر لگ جاتی ہے لیکن ان میڈیکل بورڈز کی working میں کوئی ایسا fault نہیں ہے کہ وہاں پر بہت زیادہ دیر لگنے کا احتمال ہو۔ تاہم ان levels پر، اس procedure پر جو معزز ممبران نے اپنی observations دی ہیں ان کو نوٹ کر لیا گیا ہے، متعلقہ محکمہ ان کو incorporate کرنے کی کوشش کرے گا اور باقی میں نے جیسے تفصیل بتائی ہے کہ اس procedure سے متعلق معزز ممبران اگر کچھ تحریری طور پر دینا چاہیں تو وہ بھی دے دیں۔ متعلقہ محکمہ کو direct کیا جائے گا کہ وہ ان کو accommodate کریں باقی جہاں پر جو کرپشن کی جنرل بات ہوئی ہے

کہ وہ خود ہی ہڈیاں توڑ دیتے ہیں وہاں پر عملہ رکھا ہوا ہے وہ یہ کام کرتا ہے اور اس کے بعد وہ غلط سرٹیفکیٹ دیتے ہیں۔اس کا procedure یا legislation سے تعلق نہیں ہے یہ تو انفرادی معاملات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان پر حکومت اپنے طور پر جب کبھی بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو ایکشن لے لیا جاتا ہے اور یہ individual fault ہے اس میں کوئی ڈیپارٹمنٹل یا اس میں کوئی procedural fault نہیں ہے لیکن اس کو اور بہتر بنانے کے لئے آج کی discussion کی روشنی میں کوشش کی جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

رانا عبدالرؤف: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ایک منٹ دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،ایک منٹ اور بڑھا دیا جائے۔

رانا عبدالرؤف: جناب سپیکر !اس میں دو چیزیں تھیں اگر ممکن ہو سکیں تو کر دی جائیں کہ جو ڈاکٹر میڈیکل سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اس پر اسی ہسپتال کا ایک سینئر ڈاکٹر یا اگر وہ RHC ہے تو تحصیل کا ایم ایس یا کوئی سینئر ڈاکٹر اس پر اس بات کا سرٹیفکیٹ دے کہ یہ جو میڈیکل سرٹیفکیٹ ٹھیک ہے یہ چوٹ خود ساختہ نہیں ہے تو اس میں ایک تو میری یہ تجویز ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ سول کورٹ کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا لہذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ یکم جولائی 2009 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔